مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ حکایات اہل دل، شادی بیاہ کی رسمیں
■ بیٹیوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ.......
■ کرو مہربانی تم اہل زمیں پر.......
■ اسلامی تہذیب کی حفاظت میں خواتین کا حصہ
■ تعلیمی و معاشی پسماندگی کے خطرناک اثرات
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 63/73 مورخہ ۱۶؍جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۹؍جنوری ۲۰۲۳ء روز سوموار شمارہ نمبر 02

بین السطور

من کی دنیا، من کی دنیا، سوز و مستی، جذب و شوق

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہمارے دماغ میں جو منفی جذبات ابلتے، پلتے اور بڑھتے ہیں، اس کی وجہ فطری اور قدرتی اصولوں کو نظر انداز کرنا ہے، جس کی وجہ سے ہم چاہتے کچھ اور ہیں، ہو کچھ اور جاتا ہے، مزاج کے خلاف وجود پذیر واقعات، حالات اور حادثات کبھی کبھی ہمیں اندر سے توڑ کر رکھ دیتے ہیں، ہمارے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں، احساس کی اس خنکی کا اثر ہمارے دل و دماغ پر پڑتا ہے اور ہمارے اندر سے گرمیٔ کردار جاتی رہتی ہے، تصوف کی اصطلاح میں اسے قبض سے تعبیر کرتے ہیں اور جب جذبات میں گرمی ہوتی ہے تو انسان کے اندر بسط کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں مسرت و شادمانی اور سرور و انبساط کی تیز لہر دل و دماغ میں دوڑتی ہے اور ہم انشراحی پوزیشن میں ہوتے ہیں، موقع کے اعتبار سے نہ قبض بُری چیز ہے اور نہ بسط، دونوں خالق کائنات کی دو صفت کے مظہر ہیں، اللہ قابض بھی ہے اور باسط بھی، اس لیے ہمیں دونوں کیفیات کو انگیز کرنا چاہیے اور بد دل نہیں ہونا چاہیے، راضی برضائے الٰہی کا یہی مطلوب و مقصود ہے، اس کے باوجود اسباب کے درجہ میں ہمیں ان اصولوں کو اپنانا چاہیے، جس سے انسان کے ذہن و دماغ میں انشراحی اور انبساطی کیفیت پیدا ہو سکے۔ اس کیفیت کو ختم کرنے میں سب سے اہم رول حسد کا ہے، کسی کی اچھی حالت کو دیکھ کر دوسرے کے لیے زوال نعمت کی تمنا کرنا حسد ہے، اور حاسدین کی قسمت میں دنیا اور آخرت دونوں میں جلنا لکھا ہے، دنیا میں اس جلن کے نتیجے میں وہ گھُٹ گھُٹ کر جیتا ہے اور آخرت میں جلانے والی آگ اس کے انتظار میں ہے۔ اللہ نے حاسدین کے حسد سے پناہ چاہنے کی تلقین کی ہے۔

حسد اور رشک میں بڑا فرق ہے، رشک کسی کی اچھی حالت دیکھ کر اپنے کو اسی حالت میں پہونچنے کی تمنا کرنا ہے، یہ اچھی چیز ہے، اس کی وجہ سے آگے بڑھنے اور مسابقہ کا مزاج پیدا ہوتا ہے، حسد میں اپنے لیے حصول نعمت کے بجائے دوسرے کے زوال نعمت پر توجہ مرکوز رہتی ہے، ایک لطیفہ سنئے: ''ایک بزرگ کے پاس دعا کے لیے ایک شخص حاضر ہوا، بزرگ نے کہا کہ دعا تو میں کر دوں گا، لیکن جو اللہ تمہیں دے گا اس کا دوگنا تمہارے پڑوسی کو مل جائے گا، اس شخص کا مزاج حسد کا تھا، اس لیے بہت پریشان ہوا کہ کس بات کی دعا کرائے، سوچتے سوچتے اس نے بزرگ سے درخواست کی کہ میری ایک آنکھ پھوٹنے کی دعا کر دیجئے، اس کی سوچ یہ تھی کہ جب ہماری ایک آنکھ پھوٹے گی تو دوسرے کی دونوں پھوٹ جائے گی۔'' ہے تو ایک یہ لطیفہ، لیکن اس میں بڑی عبرت کی بات پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر دل میں حسد ہو تو انسان اللہ سے بھی دوسروں کا نقصان طلب کر بیٹھتا ہے، ایک بڑے مفکر کا قول ہے کہ لوگ اپنے دُکھوں سے اس قدر دکھی نہیں ہیں، جتنا دوسروں کے سکھ دیکھ کر دکھی ہیں۔ ایسی سوچ رکھنا بہت بری چیز ہے، انسان کو ہمیشہ اپنے لیے اور دوسروں کے لیے خیر کا طلبگار ہونا چاہئے۔ اس لیے ضروری ہے کہ من کو حسد سے پاک رکھیے اور اپنے جذبات فکر اور سوچ میں ایک توازن رکھیے، بے اعتدالی سے ہمارے کام بگڑتے ہیں، بے اعتدالی یہ بھی ہے کہ ہر وقت دوسرے کی شکایت کرتے رہیے، اس کو مذاق کا موضوع بنائیے، استہزاء سے کام لیجئے، اس سے ہم سوائے اپنا مخالف پیدا کرنے کے کچھ حاصل نہیں کر پاتے اور لوگ ہم سے کٹ جاتے ہیں، آپ چند لوگوں کے سامنے سجدہ ریز ہو کر وقتی فوائد تو حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اس طرز عمل سے آپ لوگوں میں محبوب اور مقبول نہیں بن سکتے، محبوب و مقبول بننے کے لیے توازن کے ساتھ لوگوں کی خدمات کو سراہنا اور ماحول کو خوش گوار بنائے رکھنا ضروری ہے، ورنہ ناخوش گوار ماحول میں زندگی آپ کے لیے بھی دشوار تر ہوتی جائے گی اور مسائل و مشکلات سے نکلنا آپ کے لیے آسان نہیں ہوگا کیوں کہ فطرت اور قدرت کا روز ازل سے یہ اصول ہے کہ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے، آپ گیند کو جس قوت کے ساتھ دیوار پر مارتے ہیں اسی قوت کے ساتھ وہ اچھل کر آپ کی طرف آتا ہے، اسی کو دوسرے انداز میں شاعر نے کہا ہے کہ ''ہے یہ گنبد کی صدا، جیسی کہو ویسی سنو''۔

اس دنیا میں اتفاق کوئی معنی نہیں رکھتا، سب بندھے ٹکے اصول کے مطابق ہوتا ہے، امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں اتفاقاً کچھ نہیں ہوتا، سب کچھ اللہ کے یہاں لکھا ہوا ہے، اسی کے مطابق واقعات ترتیب سے وقوع پذیر ہوتے ہیں، فرمایا کرتے: اتفاقاً حادثہ ہو گیا، کا کوئی معنی مطلب نہیں ہے، اللہ کے نزدیک یہ حادثہ مقدر تھا اس لیے ہو گیا، اتفاق یہاں کہاں سے آ گیا؟ حضرت کی یہ رائے تھی گو بول چال کی زبان میں اور حادثات کا علم بندے کو پہلے سے نہ ہونے کی وجہ سے اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے، حضرت اتفاقاً سے حقیقی معنی و مطلب مراد لیتے تھے اور عام بول چال میں یہ مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہے، حالاں کہ حقیقت تو یہی ہے کہ کوئی کام اتفاقاً نہیں ہوتا، سورج پورب سے نکلتا ہے، نکلے گا، مغرب میں غروب ہوتا ہے، غروب ہوگا، سردی، گرمی اور برسات کے اسباب بھی مقرر ہیں، اس لیے ہم چاہ کر بھی الٹا چکر نہیں چلا سکتے کہ سورج مغرب سے طلوع ہونے لگے اور مشرق میں جا کر ڈوبے، میں قیامت کی بات نہیں کر رہا، روز کے معمولات کا ذکر کر رہا ہوں۔

اگر آپ سب کی عزت نفس کا خیال رکھیں گے تو آپ کو عزت ملے گی، اگر آپ دوسروں کو ذلیل کریں گے تو خود بھی ذلیل ہوں گے، قدرت کا مکافات عمل کا جو اصول ہے، آپ اس سے بچ کر نہیں گذر سکتے، نظیر اکبر آبادی نے کیا خوب بات کہی ہے کہ ''کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے'' آج صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ ہمارے جذبات و احساسات اس قدر سرد پڑ گئے ہیں کہ لگتا ہے انسان مشین ہو گیا ہے، جس طرح خود کار مشینوں کو صرف کام سے مطلب ہوتا ہے، وہ بے حس ہوتی ہے، اسی طرح ہم بے حس ہو گئے ہیں، مشینوں میں تو جذبات ہوتے ہی نہیں، ہم میں جذبات موجود ہیں، لیکن ہم جس سماج اور خاندان میں رہتے ہیں، اس نے ان جذبات کی پرورش صحیح انداز میں نہیں کی اور ہم اپنے جذبات کو سنبھالنے پر قادر نہیں ہو سکے، جوان ہوئے تو زندگی مشینی انداز کی ہو کر رہ گئی، اور دیکھتے دیکھتے یہ اس قدر ہماری زندگی میں داخل ہو گیا کہ ہمیں جذبات و احساسات کی قدر کرنے اور اسے محفوظ رکھنے کا خیال ہی دل و دماغ سے جاتا رہا، ہمارے پاس موبائل اور سوشل میڈیا کے ذریعہ اطلاعات، معلومات کا اس قدر ذخیرہ جمع ہے کہ ہم انہیں میں الجھ کر رہ گیے ہیں، ہمیں جذبات کو منظم کرنے اور انہیں ترقی دے کر عملی زندگی میں داخل کرنے کا خیال ہی دل و دماغ میں پیدا نہیں ہوتا، آج ہمارے بچے ہی نہیں، جوانوں اور بوڑھوں کے ہاتھ میں اسمارٹ فون ہے، ساری معلومات تک ہماری پہونچ ہے، صرف بٹن دبانا ہے، بٹن دبایا اور سب کچھ ہمارے سامنے ہے، ہماری پوسٹ پر پسندیدگی کی مہر بھی لگ رہی ہے اور دوسرا بٹن دبا کر شیئر بھی کیا جا رہا ہے، ایسے میں ہمارے اندر وہ کیفیت ہی پیدا نہیں ہو پاتی اور ہم ان معلومات کے دباؤ میں رہتے ہیں، ہمیں تحقیق کی جو خوشی ملتی تھی اس سے ہم محروم ہو گیے ہیں اور اس کے نتیجے میں صحیح، غلط کی تمیز بھی ہم سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ جذبات پر برف کی موٹی سل کے پڑنے اور زندگی کے مشینی ہونے کی وجہ سے رشتے اور تعلقات کی ڈور بھی انتہائی کمزور ہوتی جا رہی ہے، ہماری زندگی سے برداشت کی عادت، مل جل کر رہنے کی ضرورت، بقائے باہم کی اہمیت کم ہوتی چلی گئی ہے، یہ معاملہ اس قدر آگے بڑھ گیا ہے کہ ہم ایکسیڈنٹ ہونے پر متاثر کو مدد کے بجائے اس کی تصویر کھینچنے میں لگ جاتے ہیں، سڑک پر ظلم و زیادتی ہوتے دیکھ کر اپنی راہ لیتے ہیں کہ کیوں ہم دوسروں کے پھٹے میں ٹانگ اڑائیں، یہ بے حسی ہے جس کا ایک سرا کہیں بزدلی سے بھی ملتا ہے، یہ ہمارے حال کو تو تباہ کر ہی رہا ہے، مستقبل بھی داؤ پر لگا ہوا ہے۔

ہماری خواہش ہوتی ہے کہ سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہو، ایسا کس طرح ممکن ہے، اللہ رب العزت کی حد تک تو یہ بات ٹھیک ہے کہ اس کی مرضی اور مشیت کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا، لیکن بندہ تو بندہ ہے، وہ خود محتاج ہے ایسے میں سارا کچھ کس طرح اس کی مرضی کے مطابق ہو سکتا ہے، حضرت ابراہیم نے نمرود کو یہی تو کہہ کر ہکا بکا کر دیا تھا کہ میرا رب سورج پورب سے نکالتا ہے تو پچھم سے نکال کر دکھا، قرآن کی تعبیر ہے: ''فبهت الذي كفر'' اللہ نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت بھی نہیں دیتا۔

جب کوئی کام ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہوتا تو ہمیں غصہ آتا ہے اور ہم اپنا توازن کھو دیتے ہیں، غصہ بھی جذبات کے زیر اثر آتا ہے، لیکن منفی جذبات، اس منفی جذبات کی وجہ سے ہم کسی حد تک جانے اور کچھ کر گذرنے کو تیار ہوتے ہیں، اپنے پرائے کی پہچان ختم ہو جاتی ہے، کیوں کہ جب ہم غصہ ہوتے ہیں تو ہمارے دماغ کا سوچنے والا حصہ ماؤف ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے فیصلے غلط ہونے لگتے ہیں۔

صحیح اور سچی بات یہی ہے کہ جذبات و احساسات ہی ہمیں انسان بناتے ہیں، من کی دنیا ایک الگ دنیا ہے، جس میں سوز و مستی جذب و شوق کی فراوانی ہوتی ہے، من میں ڈوبنے کا ہنر خوشحال زندگی کے لیے انتہائی ضروری ہے، اگر آپ اپنے جذبات کو سمجھنے کی پوزیشن میں ہوں گے تو آپ دوسروں کو سمجھ بھی سکیں گے اور خوش اسلوبی سے اپنی باتوں کو سمجھا بھی پائیں گے، اگر ایسا نہیں ہو سکا تو ہمارا سلوک دوسروں سے جنگل راج کی طرح کا ہو جائے گا، ان حالات سے بچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم خود جذبات کو پروان چڑھانے کی فکر کریں، نفسیاتی اطباء کی زبان میں اسے ''سیلف ٹرانزنٹ ایموشن'' کہتے ہیں اس کے ذریعہ آپ اپنے اندر قوت برداشت نرم مزاجی، صبر اور حساسیت کی صفت پیدا کر سکتے ہیں، اگر آپ یہ صفت بچوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بچوں کو دوسروں کی خدمت پر ابھاریں ان کو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کی تربیت دیں، کوشش کریں کہ ملی، تعلیمی، سماجی، مذہبی اور ملکی معاملات کے بارے میں وہ پورے طور پر حساس بنے رہیں، خود بھی ان کے ساتھ کچھ وقت گذاریں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ آپ جیسا انہیں بنانا چاہتے ہیں، اس پر آپ خود بھی عامل ہیں۔

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ظلم اور نا انصافی سے بچئے

بات دراصل یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے ہو، اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے ہو میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے حد درجہ محبت رکھتے ہو (سورۃ الفجر، آیت: 17 تا 20)

وضاحت: قرآن مجید کی ان آیات میں اللہ رب العزت نے انسانوں کی بعض اخلاقی کوتاہیوں، بلکہ حق تلفیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے عالم انسانیت کو اس سے پرہیز کرنے کی تاکید کی، عموماً لوگ یتیموں کی غربت کو دیکھ کر ان کی عزت نہیں کرتے، بلکہ انہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کرنے سے کتراتے ہیں، اگر رشتہ داروں میں کسی کا انتقال ہو جائے تو کوشش کرتے ہیں کہ اس کا مال دبا لیں اور مرنے والے کے وارثین کو حق میراث سے محروم کر دیں۔ ان کے سینوں میں مال و دولت کی حرص وطمع اس طرح سمائی ہوئی ہے کہ وہ ہر طرح کی نا انصافیوں کو روا سمجھتے ہیں، پھر جب رب کائنات ان لوگوں کی ان حرکتوں پر گرفت کرتے ہیں تو وہ تلملا اٹھتے ہیں اور اپنی نازیبا حرکتوں پر ندامت کے آنسو بہانے کے بجائے شکوہ و شکایت کرتے پھرتے ہیں، ایسے لوگ اپنے کرتوتوں کے باعث دنیا میں ذلیل و خوار تو ہوں گے ہی، آخرت میں بھی ذلت و رسوائی ہوگی۔ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو، مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ نہ ہو اور مال نہ ہو، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا حقیقی مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روزہ، نماز اور زکوۃ لے کر آئے گا، ان سب کے باوجود میدان حشر میں اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا اور چونکہ قیامت کے دن فیصلہ کا دن ہوگا اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا ہوگا اور جس جس کی حق تلفی کی ہوگی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، کچھ اس کی نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی اور کچھ دوسرے حقداروں کو دی جائیں گی، پھر اس حق کو پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو اس کے سر حقداروں کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ کوڑی دبا لینا ہی ظلم نہیں ہے، بلکہ گالی دینا، غیبت کرنا، تہمت لگانا، بے آبرو کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے۔ بہت سے لوگ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں کہ ہم دین دار ہیں مگر وہ ان باتوں سے ذرا برابر نہیں بچتے ہیں، انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو توبہ واستغفار سے معاف کر دیں گے، لیکن بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے جب تک حقدار اور صاحب حق خود معاف نہ کر دے۔

عیش وعشرت میں نہ پڑیئے

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ناز و نعمت اور عیش و عشرت میں پڑنے سے بچو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش وعشرت میں نہیں پڑتے (کنز العمال)

مطلب: دنیا میں وہی لوگ صالح انقلاب لاتے ہیں، جو ہمیشہ حرکت و عمل میں لگے ہوتے ہیں۔ جو لوگ عیش و عشرت اور آرام طلبی کی زندگی گزارتے ہیں وہ کوئی انقلاب نہیں لا سکتے، دنیا میں بڑے بڑے انقلابات آئے بہت سی قوموں نے ملکوں کو فتح کیا، ظالم حکمرانوں کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور اللہ کے کلمہ کو بلند کیا، یہ سب ان کے عزم و حوصلہ اور میدان عمل میں مجاہدہ کے سبب ہوا۔ جو لوگ عیش و عشرت کے نرم گدوں پر لوٹ پوٹ کرتے ہیں، ان سے کسی صالح تحریک کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ناز و نعمت اور عیش و عشرت سے بچو اور مجاہد و مشقت کے عادی بنو، تاکہ اخروی اور دنیوی نقصانات سے بچ سکو۔ اخروی نقصان یہ ہے کہ جو لوگ غفلت و سستی کرتے ہیں ان سے فرائض و واجبات میں کوتاہی ہونے لگتی ہے، سرد راتوں میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھنا اور ٹھنڈ کے موسم میں فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے میں سستی ہونے لگتی ہے، پھر جب یہ سلسلہ دراز ہوتا ہے تو دوسری نمازوں میں بھی غفلت برتنی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس پر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے، ایسے لوگ قیامت کے دن رب کائنات کے حضور جوابدہ ہوں گے اور پریشانیوں کے موجب ہوں گے، قیامت کے دن جب حساب و کتاب ہوگا تو اس میں نیکی و بدی کو تولا جائے گا، جس شخص کی نیکی کا پلڑا جھک جائے گا اسے بہشت میں بھیج دیا جائے گا، مگر اس کے برعکس جس کے گناہوں کا پلڑا جھک جائے گا اسے جہنم کا راستہ دکھا دیا جائے گا، معلوم ہوا کہ گناہ کرنا انجام کے لحاظ سے انتہائی خطرناک ہے۔ یہ تو اخروی نقصان ہوا مگر دنیوی نقصان اس سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ عیش و عشرت میں پرورش پانے والا جسم متنوع اقسام کے عوارض کا شکار ہو جاتا ہے۔ بیماریاں وہاں اپنا نشیمن بنا لیتی ہیں اس کے بالمقابل محنت و مشقت کرنے والا انسان اکثر حالتوں میں چست و پھرتیلا ہوتا ہے، اس کے ہاتھ پاؤں کے حرکت و عمل سے رگیں تازہ دم رہتی ہیں، خون گردش میں رہتا ہے جس سے اس کو طاقت و توانائی ملتی رہتی ہے۔ اس لئے تندرست و توانا آدمی کو ہمیشہ متحرک اور چاق و چوبند رہنا چاہئے۔ انہیں بنیادوں پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پروقار زندگی گزارنے اور صاحب کردار انسان بن کر رہنے کی تعلیم دی، ہاں اگر ضعف و نقاہت اور جسمانی عوارض نے گھیر رکھا ہے تو پھر اللہ سے لو لگائے رکھنا چاہئے، اور دعاؤں کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے، اس معاملہ میں دراصل جذبات و خواہشات پر قابو رکھئے اور نفس کو آزادانہ چھوڑ یئے کیونکہ نفس تو چاہتا ہے کہ ڈھیر ساری دولت اور تعیشات کے تمام وسائل اور سامان یہیں ہوں اور ظاہر سی بات ہے کہ نفس کی تمام خواہشات کو پورا کرنے والا شخص صاحب کردار شخص نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسلام نے جذبات و خواہشات پر قابو رکھنے پر بڑا زور دیا اور اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دی۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

تصویر والے کمرہ میں نماز

س: بعض لوگ اپنی یا بیوی بچوں کی تصویر فریم کرا کر اپنے کمرہ میں دیوار کے سہارے لٹکا دیتے ہیں، ایسے کمرہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تصویر اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو سامنے نہ ہو تو کیا کوئی حرج ہے؟

ج: جس مکان میں کسی جاندار کی تصویر لگی ہو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ وہ تصویر آگے ہو یا پیچھے، دائیں ہو یا بائیں، یا نمازی کے سر پر معلق ہو، علامہ شامیؒ نے بیان کیا ہے کہ اگر تصویر نمازی کے سامنے ہو تو اس میں کراہت سب سے زیادہ ہے، پھر اس صورت میں جبکہ تصویر نمازی کے سر پر ہو، پھر دائیں جانب میں پھر بائیں جانب میں، سب سے کم کراہت اس صورت میں ہے جبکہ تصویر نمازی کے پیچھے ہو:

"قوله (والا ظهر الكراهة) ...... وفی البحر قالوا: واشد كراهة مايكون على القبلة امام المصلی ثم مايكون فوق رأسه ثم مايكون عن يمينه ويساره على الحائط، ثم مايكون خلفه على الحائط أو الستر" (رد المحتار: ۲/۷۱۴)

لہذا کمرہ میں جاندار خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی کی تصویر لگانے سے پرہیز ضروری ہے، کیوں کہ حدیث پاک میں اس کی ممانعت آئی ہے، امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور گھر میں داخل نہیں ہوئے، سیدہ عائشہؓ نے چہرہ پر ناگواری کے آثار دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے اور کہاں سے لائی ہے؟ سیدہ عائشہؓ نے کہا میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے، تاکہ آپ اس پر ٹیک لگائیں، سر کے نیچے رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا، نیز آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے:

"عن عائشة انها اشترت نمرقة فيها تصاوير، فقام النبی صلی الله عليه وسلم بالباب، فلم يدخل، فقلت اتوب الى الله مما اذنبت، قال ماهٰذه النمرقة؟ قلت لتجلس عليها وتوسدها، قال ان اصحاب هٰذه الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: احيوا ماخلقتم، وان الملائكة لاتدخل بيتا فيه الصور" (صحيح البخاری: ۲/۸۸۰، ۸۸۱، باب من كره القعود على الصور. صحيح مسلم: ۲/۲۰۱، باب تحريم صورة الحيوان)

تصویر والا لباس پہن کر نماز

س: آج کل بہت سارے کپڑوں پر کسی فلمی ہیرو یا کرکیٹ کے کھلاڑی کی تصویر ہوتی ہے، جسے نوجوان پہنتے ہیں اور اسی کپڑے میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسے کپڑوں کا پہننا اور اس میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

ج: جانداروں کی تصویر والا لباس پہننا شرعاً جائز نہیں ہے اور ایسے لباس میں نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس سے احتراز لازم و ضروری ہے، البتہ اگر تصویر والے کپڑے کو چھپا دیا جائے، مثلاً تصویر بنیان میں ہو اور اس کے اوپر کرتا پہن لیا جائے جس سے وہ تصویر چھپ جائے تو ایسی صورت میں نماز تو درست ہو جائے گی، البتہ تصویر والا کپڑا پہننے کا گناہ ہوگا: "وكره...... (لبس ثوب فيه تماثيل) ذی روح" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۲/۶۱۴) "وفی الخلاصة وتكره التصاوير على الثوب صلى فيه أولا، وهٰذه الكراهة تحريمية" (رد المحتار: ۲/۶۱۴) "ولايكره (لو كانت تحت قدميه)...... (اوفی يده)...... بدنه لانها مستورة بثيابه...... قال فی البحر: ومفاده كراهة المستبين لاالمستتر بكبس أو صرة أو ثوب آخر" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۲/۷۱۴، ۸۱۴)

شناختی کارڈ، تصویر یا تصویر والا روپیہ جیب میں رکھ کر نماز

س: بعض دفعہ کسی ضرورت کے تحت تصویر جیب میں رکھا یا نماز کا وقت ہوا تو شناختی کارڈ جیب میں رکھ لیا، اسی طرح نوٹوں پر گاندھی جی کی تصویر ہوتی ہے، نماز میں اگر یہ چیزیں جیب میں ہوں تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

ج: تصویر، شناختی کارڈ یا روپے جس میں تصویر ہو اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا شرعاً جائز و درست ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں تصویر پوشیدہ ہوتی ہے اور فقہاء نے یہ صراحت کی ہے کہ تصویر اگر کسی چیز سے چھپی ہوئی ہو تو نماز بلا کراہت درست ہوگی:

"ولايكره (لو كانت تحت قدميه) أو محل جلوسه لانها مهانة (أو فی يده) عبارة الشیء "بدنه" لانها مستورة بثيابه...... قال فی البحر: ومفاده كراهة المستبين لاالمستتربكيس أو صرة او ثوب آخر" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۲/۷۱۴، ۸۱۴)

دکان و مکان میں براق کی تصویر لگانا

س: کچھ لوگ اپنی دکان یا مکان میں براق کی تصویر رکھتے ہیں اور اس کو تبرک سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ اسی براق کی تصویر ہے جس پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے سفر پر گئے تھے، کیا ایسی تصویر لگانا صحیح ہے؟

ج: یہ صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج براق پر ہوا تھا، لیکن اس براق کو کس نے دیکھا اور اس کی تصویر کس نے لی؟ ظاہر ہے یہ ایک من گھڑت، بناوٹی اور خیالی تصویر ہے، اس کو بغیر کسی دلیل کے صحیح اور باعث تبرک سمجھنا اور عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے گھروں اور دکانوں میں لگانا نہایت احمقانہ عمل ہے، اس سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 02 مورخہ ۱۶؍جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۹؍جنوری ۲۰۲۳ء روز سوموار

سیاسی ’’یاترائیں‘‘

راہل گاندھی کی ’’بھارت جوڑو یاترا‘‘ کا دوسرا دور شروع ہو گیا ہے، نفرت کے بازار میں ’’محبت کی دوکان سجانے‘‘ کے نام پر نکلی اس ’’یاترا‘‘ کا چرچا پرنٹ میڈیا، الکٹرونک میڈیا پر خوب ہوتا رہا ہے، ملک میں اس کی وجہ سے کانگریس کی مقبولیت اور راہل گاندھی کی محبوبیت میں اضافہ ہوا ہے، راہل گاندھی نے اپنی اور اپنی پارٹی کی سیاسی بقا کے لیے اس ’’یاترا‘‘ کی شروعات کی تھی، شاہزادہ کا ہزاروں میل پیدل چلنا آسان کام نہیں تھا، اور اس پر سخت ٹھنڈ میں صرف ایک شرٹ پہن کر، زندگی کو خطرات بھی بہت تھے، کیوں کہ ان کا سفر نفرت کے بازار ہو کر ہوتا رہا ہے، ان کے تحفظ پر سوالات بھی اٹھتے رہے ہیں، کانگریس ان کے حفاظتی حصار میں چوک کا چرچا کرتی رہی ہے، جب کہ پولیس والوں کو ان کے ذریعہ حفاظتی حصار خود توڑنے کا شکوہ ہے، وزارت داخلہ کو محکمہ پولیس کے ذریعہ یہی رپورٹ سونپی گئی ہے۔

راہل گاندھی کی یہ ’’یاترا‘‘ گذشتہ سال ۷؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو کنیا کماری سے شروع ہوئی تھی، اب تک وہ نو ریاست کے چھیالیس (46) اضلاع کی ’’پدیاترا‘‘ کر چکے ہیں، مختلف ریاستوں سے گذر کر ایک سو پچاس دن میں یہ ’’یاترا‘‘ کشمیر پہونچے گی، اور تقریباً تین ہزار پانچ سو ستر (3570) کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرے گی۔

راہل گاندھی کی یہ سیاسی یاترا پہلی یاترا نہیں ہے، اس سے قبل بھارت کے سابق وزیر اعظم سماجوادی قائد چندر شیکھر نے 6؍ جنوری سے 25 جون 1983 تک کنیا کماری سے راج گھاٹ نئی دہلی تک کا پیدل سفر کیا اور 4200 کلومیٹر کی دوری پیدل طے کی تھی، یہ سفر کنیا کماری سے اس دن شروع ہوا، جس دن ان کی جنتا پارٹی نے کرناٹک میں شاندار جیت درج کی تھی، اس سفر کا اختتام ایمرجنسی کی آٹھویں سالگرہ پر کیا گیا، اسی دن بھارت نے پہلی بار کرکٹ کا ورلڈ کپ بھی جیتا تھا۔

اس سفر نے چندر شیکھر کو سیاست میں نیا مقام دیا، پہلے وہ ایک جوان لیڈر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، جن کی ہندوستانی سیاست میں کوئی پکڑ نہیں تھی، اس سفر کے بعد سیاست میں ان کی اہمیت محسوس کی جانے لگی، راجیو گاندھی کی حکومت کے اختتام کے بعد ۱۹۸۹ء میں وہ وزیر اعظم کے دعویدار بنے اور بالآخر وی پی سنگھ کی حکومت کے بعد وہ وزیر اعظم بننے میں کامیاب ہو گیے، ایک ایسے وزیر اعظم جو اس سے قبل کبھی کسی حکومت میں وزیر بھی نہیں رہ چکے تھے۔

سیاسی یاتراؤں میں لال کرشن اڈوانی کی ’’رام رتھ یاترا‘‘ بھی تھی، یہ یاترا پیدل نہیں ایک بس کے ذریعہ ۲۵؍ستمبر سے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۹۰ء تک چلی، مذہبی رنگ کی یہ یاترا منڈل کمیشن کی رپورٹ کے لاگو ہونے سے بھاجپا کو ہونے والے نقصان کی تلافی اور رام مندر تحریک تک کو تیز تر کے لیے سومناتھ مندر سے شروع ہوئی تھی، اسے اجودھیا پہونچنا تھا، لیکن اس وقت کے وزیر اعظم وی پی سنگھ کی ہدایت پر بہار کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ لالو پرشاد یادو نے اڈوانی کو سمستی پور میں گرفتار کر کے تاریخ رقم کر دی، اس سفر کا فائدہ بھاجپا اور اڈوانی دونوں کو پہونچا، بھاجپا پہلی بار قومی پارٹی بننے کی پوزیشن میں آئی، پارلیامنٹ میں اس کی سیٹیں بڑھیں، وہ سیدھے ایک سو بیس (120) سے ایک سو پچپن (155) پر پہونچ گئی، اور اڈوانی اس سفر سے ملک گیر لیڈر بن گیے، وہ اٹل بہاری باجپائی سے آگے تو نہیں بڑھ سکے، لیکن نائب وزیر اعظم کے عہدے تک پہونچنے میں کامیاب ہو گیے، اس درمیان آر ایس ایس نے گجرات فساد کے بعد نریندر مودی کو وزیر اعظم کی حیثیت سے پیش کیا، وزیر اعظم کی کرسی تک پہونچنے کی لالچ نے اڈوانی کو ان کی مخالفت پر آمادہ کیا، یوں بھی نریندر مودی اڈوانی کی رتھ یاترا میں تقریر کرتے وقت ان کا مائیک پکڑے ہوتے تھے، مودی نے اس مخالفت کے نتیجے میں ان کو ’’مارگ درشک منڈل‘‘ میں داخل کر کے سیاسی طور پر الگ تھلگ کر دیا، ان کو انتخاب میں ٹکٹ بھی نہیں دیا، اڈوانی صدر جمہوریہ بننے کے خواہش مند تھے، وہ آرزو بھی ان کی پوری نہیں ہوئی، لالو پرساد یادو نے اپنی ایک تقریر میں اڈوانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ نے بابری مسجد تڑوائی ہے آپ کبھی وزیر اعظم نہیں بن سکتے، لالو پرساد کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی، آج اڈوانی زندہ تو ہیں، لیکن ہندوستانی سیاست میں ان کا وجود اور عدم برابر ہے۔

’’سیاسی یاترائیں‘‘ صوبائی بھی ہوتی رہی ہیں، صوبائی ’’یاتراؤں‘‘ میں راجستھان میں وسندھرا راجے کی ’’پریورتن یاترا‘‘ غیر منقسم آندھرا پردیش میں راج شیکھر ریڈی کی ’’پرجا پرستھانم یاترا‘‘ اور چندرا بابو نائیڈو کی ’’واستو نامی کی ہیم پدیاترا‘‘ (میں آپ کے لیے آ رہا ہوں) کو خاص اہمیت حاصل ہے، ان یاتراؤں کے ذریعہ ان لیڈروں کا وزیر اعلیٰ کی کرسی تک پہونچنا آسان ہو گیا۔

راجستھان میں وسندھرا راج نے اس وقت کے بھاجپا کے جنرل سکریٹری پرمود مہاجن کی ہدایت اور تحریک پر ۲۰۰۳ میں گاڑی کے ذریعہ ’’پریورتن یاترا‘‘ کے نام سے تقریباً تیرہ ہزار (1300) کلومیٹر کا سفر کیا، اس سفر سے وسندھرا کی ریاست میں سیاسی لیڈر کے طور پر شناخت بنی، اس سفر کے ذریعہ وسندھرا عوام کے قریب ہوئیں اور راجستھان کی دو سو اسمبلی سیٹوں میں سے ایک سو بیس (120) سیٹیں لے کر ریاست کی پہلی خاتون وزیر اعلیٰ بنیں۔

غیر منقسم آندھرا پردیش میں سیاسی طور پر کانگریس کا زوال ہوا، اور تیلگو دیشم پارٹی حکومت پر دس سال تک قابض رہی، ایسے میں کانگریس کے لیڈر وائی ایس راج شیکھر ریڈی نے ۲۰۰۳ء میں ’’پرجا پرستھانم یاترا‘‘ شروع کی، دو ماہ تک سخت گرمی کے موسم میں انہوں نے پندرہ سو کلومیٹر سے زیادہ کا سفر کیا، عوام سے جُڑے، عوام کی محبت انہیں ملی اور ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۹ء کے اسمبلی انتخاب میں انہوں نے تیلگو دیشم پارٹی پر بڑی فتح حاصل کی اور دوبارہ آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ کی کرسی تک پہونچے، حالاں کہ جلد میں ہی وہ ایک حادثہ میں آنجہانی ہو گیے تھے۔

راج شیکھر ریڈی کی پدیاترا نے کانگریس کو اقتدار تک پہونچا دیا تھا، اور چندرا بابو نائیڈو اقتدار سے بے دخل ہو گیے تھے، اس لیے نائیڈو نے راج شیکھر ریڈی والا نسخہ اقتدار میں پہونچنے کے لیے استعمال کیا اور ۲۰۱۳ء میں ’’واستو نامی کوسم‘‘ کے نام سے ’’پدیاترا‘‘ شروع کی، دو سو آٹھ (208) دنوں میں انہوں نے دو ہزار آٹھ سو (2800) کلومیٹر کا پیدل سفر کیا، نو سال تک اقتدار سے باہر رہنے کے بعد اس ’’پدیاترا‘‘ کی برکت سے ۲۰۱۴ء کے اسمبلی انتخاب میں ایک دو سو (102) سیٹیں حاصل کر کے ان کی پارٹی نے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور چندرا بابو نائیڈو وزیر اعلیٰ کی کرسی تک پہونچ گیے۔

ہمارے وزیر اعلیٰ نتیش کمار بھی ’’سیاسی یاترا‘‘ کرنے میں ماہر ہیں، وہ اب تک بہت ساری ’’یاترائیں‘‘ کر چکے ہیں، ان میں ادھیکار یاترا، سیوا یاترا، نیائے یاترا، پرواس یاترا، دھنواد یاترا، وشواش یاترا، سماج سدھار یاترا اور سمادھان یاترا خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان یاتراؤں سے ان کی پارٹی کو مضبوطی ملی، حکومت کو استحکام عطا ہوا، ترقیاتی کاموں کا زمینی جائزہ ممکن ہوا، اور کام میں کوتاہی برتنے والے کی تادیبی کارروائی کی گئی، پدیاتراؤں کا ذکر مکمل نہیں ہوگا اگر ۲؍اکتوبر ۲۰۲۲ء سے جاری پرشانت کشور کی سوراج پدیاترا کا ذکر نہ کیا جائے، جو تمام سیاسی پارٹیوں کے خلاف ہو رہی ہے۔

راہل گاندھی ان سیاسی یاتراؤں کو تسلسل عطا کر رہے ہیں، ان کے ذہن میں ہے کہ یہ نسخہ ہندوستانی سیاست میں کم از کم پارٹی کو اقتدار تک پہونچانے میں کبھی فیل نہیں ہوا، ہے، اس لیے ’’پدیاترا‘‘ میں راہل گاندھی سخت اصول وضابطہ ہونے کے باوجود بڑی بھیڑ جمع کر پا رہے ہیں، جس سے کانگریس پارٹی کو اچھی توقعات ہیں، لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ بھیڑ جمع کرنا بڑی بات ہے، لیکن اس بھیڑ کو ووٹ میں تبدیل کرا لینا بالکل دوسری بات۔

سائبر حملے

انٹرنیٹ کی سہولت، ڈیجیٹل انڈیا بنانے کی مہم، کیش لیس کاروبار، مختلف ایپ کے ذریعہ رقم کی لین، دین، رقم منتقل کرنے کی آن لائن سہولتوں نے جرائم کی دنیا میں ایک اور جرم کا اضافہ کر دیا ہے، یہ جرم ہے سائبر حملہ، اعداد وشمار کی چوری، بینکوں سے اے ٹی ایم کے ذریعہ لوٹ، فون، موبائل، وغیرہ کا ہیک کر لینا، شاخ در شاخ سائبر حملے کی ہی مختلف قسمیں ہیں، ان حملہ آوروں اور ہیکر کا اپنی مہم میں کامیاب ہوتے رہنا بتاتا ہے کہ سائبر تحفظ کے معاملہ میں ہم کافی پیچھے ہیں اور ہمارے نجی راز کی پرائیویسی معرض خطر میں ہے، سوشل سائٹس سے متعلق ایجنسیاں، کمپنیاں اور ایپس چاہے ہمارے راز کی حفاظت کی جس قدر یقین دہانی کرائیں، سچائی یہی ہے کہ ہم محفوظ نہیں ہیں۔

جن شعبوں پر سائبر حملہ آوروں کی سب سے زیادہ نظر ہے، ان میں بینکنگ، مالیاتی نظام اور بیمہ (BFSI) سرفہرست ہیں، سرکار نے پارلیامنٹ میں اس حوالہ سے جو تفصیل بیان کی ہے وہ انتہائی تشویشناک ہیں، ان تفصیلات سے سائبر حملوں کے رفتار پکڑنے کی تصدیق ہوتی ہے، اطلاع کے مطابق جون ۲۰۱۸ء سے مارچ ۲۰۲۲ء تک ہندوستانی بینکوں پر مجرمین کے ذریعہ دو سو اڑتالیس (248) سائبر حملے ہوئے، اعداد وشمار کی چوری کے یہ واقعات اکتالیس (41) عوامی دو سو پانچ (205) نجی اور دو (2) واقعات غیر ملکی بینکوں کے ذریعہ درج کرائے گیے، چند ماہ قبل اتر پردیش سائبر پولیس نے لکھنؤ کے عوامی کوپریٹو بینک کے کھاتے سے ایک سو پینتالیس (145) کروڑ رقومات کی غیر قانونی طور پر نکالے جانے کا پردہ فاش کیا تھا، اس معاملہ میں کئی تکنیکی ماہرین اور سابق بینک کارکن کی گرفتاری بھی عمل میں آئی تھی، ڈرینک کے نام سے اینڈ رائیڈ میل ویر نے تو حد کر دی کہ محکمہ ٹیکس کا نام لے لے کر اس نے اٹھارہ بینکوں کو نشانہ بنایا۔ اسی طرح ڈارک ویب پر بی ڈین کیش کے نام سے غیر قانونی ویب سائٹ کا پتہ اس وقت چلا جب ہیکرس نے نوے لاکھ سے زائد افراد کے کریڈٹ کارڈ کی تقسیم، مفت میں اپ لوڈ کر دیا تھا، سنگاپور کی سائبر تحفظ فورم جو کلاؤڈ سیک کے نام سے کام کرتی ہے، اس نے گذشتہ سال جاری قرطاس ابیض (حقائق پر مبنی رپورٹ) میں کہا ہے کہ امسال جتنے سائبر حملے پوری دنیا پر ہوئے ان میں 7.4 فی صد ہندوستان پر کیے گیے، قومی بینکوں، کرپٹو ایکسچینج، والٹس، این بی ایف سی (NBFC) کی معلومات کا افشا، کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ غیر قانونی طور پر رقوم کی نکاسی سب ہندوستان میں سائبر جرائم ہی کا حصہ ہیں۔

سائبر مجرمین کے لیے آسان نشانہ درمیانی اور نچلے درجے کے کاروباری ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے یہاں سائبر حملوں سے تحفظ کا اچھا انتظام نہیں ہوتا، باخبر ذرائع کے مطابق تینتالیس (43) فی صد سائبر حملے ۲۰۲۲ء میں چھوٹی اور اوسط درجے کی صنعتوں پر کیے گیے، اپریل سے ستمبر ۲۰۲۲ء کے نصف تک 2.7 لاکھ سائبر کرائم مختلف شعبہ حیات سے متعلق محکموں میں ہوئے، ان میں پٹرولیم بھی شامل ہے، یہ اطلاع ۲۰۲۲ء میں سائبر ایپس کے ذریعہ شائع ایک رپورٹ میں دی گئی ہے، مجموعی طور پر گذشتہ سال ایک کروڑ اسی لاکھ (اٹھارہ ملین) سائبر حملے اور دو لاکھ سائبر سیکوریٹی تھریٹ کے واقعات ہندوستان میں ہوئے۔

ہندوستان میں سائبر حملوں سے محکمہ صحت بھی محفوظ نہیں رہ سکا، اس پر گذشتہ سال انیس لاکھ سائبر حملے ہوئے۔ ۲۳؍نومبر ۲۰۲۲ء کو حملہ آوروں نے ملک کے مشہور اسپتال ایمس دہلی پر حملہ کر دیا اور اس کے سارے ڈیٹا کو ہیک کر لیا جس کے نتیجہ میں اسپتال کے سارے سرور نے کام کرنا بند کر دیا، مریضوں کی پریشانی دور کرنے کے لیے کئی روز تک کمپیوٹر کے بجائے سارے کام ہاتھ سے کرنے پڑے، اس کے باوجود جو اعداد وشمار اور ڈیٹا چوری ہو گیے، اس کی تلافی مشکل قرار پائی، یہ اسپتال ڈیجیٹل کام کرتے ہیں، حملہ آوروں نے اس کی اس صلاحیت پر ہی حملہ بول دیا۔

آئندہ اس قسم کے حملے کثرت سے ہوں گے۔ 5G کے استعمال سے ان واقعات میں اور اضافہ ہوگا، ایک اندازہ کے مطابق ۲۰۲۵ء تک ہندوستان میں اٹھاسی ملین لوگ 5G استعمال کر رہے ہوں گے۔ لیکن صرف پندرہ، سولہ فی صد ہی ایسے ادارے ہوں گے جو ان کو محفوظ رکھنے کی تکنیک سے واقف ہوں گے، ایسے میں سائبر کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام کے ساتھ سائبر جرائم کرنے والوں کے لیے مضبوط قانون سازی کی بھی ضرورت ہے، حکومت ہند کو ان حملوں سے بچنے کی ضرورت واہمیت پر کے مدنظر خصوصی توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

یادوں کے چراغ

مولانامظاہر حسین عماد عاقب قاسمی

جناب قمرالہدیٰ مرحوم

سابق امیر جماعت اسلامی بہار جناب قمرالہدی صاحب ۳۱/دسمبر۲۰۲۲ء کی صبح تقریبا ساڑھے تین بجے اس دارفانی سے دار بقا کو کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی عمر اسی سے متجاوز تھی، وہ مدھوبنی ضلع کی مشہور تعلیم یافتہ بستی ململ کے باشندہ تھے، مگر زائد از نصف صدی سے وہ پٹنہ میں مقیم تھے، انہوں نے وکالت کی تعلیم حاصل کی تھی، مگر جب وکالت کی پریکٹس شروع کی تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ کام ان کے فکر وخلوص ومزاج کے مطابق نہیں ہے، اس کے بعد انہوں نے پٹنہ سکریٹریٹ میں ملازمت ڈھونڈ نکالی، اور وہاں اپنے سینئر عہدہ داروں اور جونیر ملازمین کے درمیان نیک نامی اور خلوص کا لوہا منوایا، اسی درمیان وہ جماعت اسلامی سے وابستہ ہوئے، اس زمانے میں سید ضیاء الہدی صاحب جماعت اسلامی حلقہ بہار کے امیر تھے، وہ بڑے مخلص اور خدا ترس آدمی تھے، 1976 کے بعد بعض فکری اختلافات کی بنیاد پر وہ جماعت اسلامی سے الگ ہو یا کنارہ کش ہوگئے تھے، ان کا درس قرآن بڑا موثر ہوتا تھا، انہوں نے ایک درس قرآن میں سورہ حدید کی آیت " اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ الخ " ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا ہے، اس کے سامنے جھک جائیں، اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن کو ان کے (مسلمانوں کے) قبل کتاب دی گئی، اور پھر ان پر زمانہ گذر گیا، پھر ان کے دل سخت ہوگئے، اور ان میں سے بہت سے آدمی آج کافر ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء الہدی صاحب کا اس آیت کا درس قرآن بھی بڑا موثر تھا اور دل کو نرم کردینے والا تھا، اس درس نے قمرالہدی صاحب مرحوم کے نہاں خانے سے حب دنیا نکال پھینکا تھا، اس درس کے بعد ضیاء الہدی صاحب مرحوم نے قمرالہدی صاحب مرحوم سے فرمایا دفتر (دفتر جماعت اسلامی حلقہ بہار) میں آپ جیسے مخلص ومنتظم کی ضرورت ہے، قمرالہدی صاحب نے پوچھا کب سے آجاؤں، ضیاء الہدی صاحب نے فرمایا، کل سے قمرالہدی صاحب اسی دن اپنے دفتر گئے اور اپنے آفیسر کو استعفی نامہ پیش کردیا آفیسر نے کہا تمہاری ترقی ہونے والی ہے، تم آفیسر بننے والے ہو، اگر نوکری چھوڑنی ہی ہے تو آفیسر بننے کے بعد چھوڑو تاکہ زیادہ پینشن ملے، مگر قمرالہدی صاحب مرحوم کی نظر میں اب حب دنیا کی کوئی جگہ نہیں تھی، وہ تو قوم وملت اور دین کے لیے خود کو وقف کر چکے تھے، ضیاء الہدی صاحب مرحوم کے بعد جماعت اسلامی بہار کے سب سے بڑے کھیون ہار قمرالہدی صاحب مرحوم ہی تھے، دبلے پتلے اور کمزور سے تھے مگر تواضع، انکساری اور جوش عمل میں اپنی مثال آپ، بیس پچیس سالوں تک جماعت اسلامی حلقہ بہار کے امیر حلقہ رہے، اور گذشتہ چند سالوں سے وہ جماعت اسلامی حلقہ بہار کے شعبہ تربیت کے ذمے دار تھے، ساڑھے پانچ سال قبل اپریل دو ہزار سترہ میں دفتر جماعت اسلامی حلقہ بہار کی نئی عمارت دیکھنے اور وہاں کے حضرات سے ملاقات کرنے کی غرض سے جمعہ کی نماز پڑھنے وہاں گیا تو دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا اور نماز بعد اصرار کر کے اپنی قیام گاہ میں لے گئے اور چائے بسکٹ وغیرہ سے ضیافت کی، وہ دو ہزار چھ میں جامعہ اسلامیہ شانتا پرم کیرالا تشریف لائے تھے، اور وہیں پہلی ملاقات ہوئی تھی اور میں نے بھی اپنی قیام گاہ پر انہیں ایک عصرانے پر بلایا تھا، لاولد تھے، اس لیے ان کی پوری توجہ جماعت اسلامی حلقہ بہار پر تھی، ان کے جیسے مخلص لوگ آج جماعت اسلامی میں کم ہیں، اور یہی حال تمام جماعتوں کا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، ان کے بڑے بھائی شمس الہدی صاحب باحیات ہیں، اور ان کے بیٹے نجم الہدی ثانی صاحب ہیں جو اعلی تعلیم یافتہ اور فعال ہیں، قمرالہدی صاحب مرحوم کے خاندان کے ایک صاحب اکرام صاحب ہیں جو متحدہ عرب امارات میں کسی بڑے عہدے پر اچھی تنخواہ پر ملازم ہیں انہوں نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ مل کر ململ میں جدید طرز کا ایک ادارہ قائم کیا ہے، اس کے ایک اہم ذمے دار قمرالہدی صاحب مرحوم کے بھتیجے نجم الہدی ثانی صاحب بھی ہیں، جنازہ کی نماز ۳۱/دسمبر۲۰۲۲ء کو ڈیڑھ بجے دوپہر دفتر جماعت اسلامی ہند، پتھر کی مسجد پٹنہ اور دوسری نماز جنازہ دوسرے دن 10 بجے دن (یکم جنوری ۲۰۲۳) کو ان کے آبائی گاؤں ململ، مدھوبنی میں ادا کی گئی، قمرالہدی صاحب مرحوم کے پسماندگان اہلیہ کا انتقال دس سال قبل ہو چکا تھا، کوئی صلبی اولاد نہیں ہے، بڑے بھائی شمس الہدی صاحب، بھتیجے اور پورا خاندان، پورا ململ اور پوری جماعت اسلامی ان کے پسماندگان میں سے ہے، اللہ تعالی ان کے تمام پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

آمین ثم آمین

کتابوں کی دنیا

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تذکرہ مخدومان منیر

خانقاہوں نے اصلاح ظاہر وباطن، تزکیۂ نفوس اور روحانی تربیت کے میدان میں پوری دنیا میں عموما نیز برصغیر ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں خصوصا بڑا کردار ادا کیا ہے، خانقاہ سے منسلک ان بوریہ نشینوں، سجادگان، اور صوفیاء کرام نے رب سے قریب کرنے اور دلوں کو جوڑنے کی مثالی اور انتھک جدوجہد کی جس کے اثرات اس قدر مرتب ہوئے کہ یہ مراکز بلاتفریق مذہب وملت مرجع خلائق بن گیے، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا حلوہ بنا کر لائی اور اصرار کرنے لگی کہ میں تو اسے کھلا کر ہی جاؤں گی، حضرت نے بڑھیا کی خواہش کا احترام کیا اور حلوہ کھالیا، بڑھیا کے جانے کے بعد مریدوں نے اس طرف متوجہ کیا کہ حضور آپ کا روزہ تھا، فرمایا: روزہ نفلی تھا اس کی قضا ہو جائے گی، لیکن یاد رکھو، دل کے ٹوٹنے کی کوئی قضا نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک معتقد نے آپ کی خدمت میں قینچی پیش کی ارشاد فرمایا: فقیر کے یہاں قینچی کا کیا کام، مجھے سوئی دھاگہ لاکر دو، وہ میرے کام کا ہے، اس لیے کہ میں تو سینے اور جوڑنے کا کام کرتا ہوں توڑنے اور کاٹنے کا نہیں۔

خانقاہ میں جو کام ہوتا ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں ''احسان'' کہتے ہیں اور عرف عام میں تصوف وطریقت، یہ وہ کام ہے جس پر عمل پیرا ہونے کے بعد انسان کو اللہ رب العزت کا استحضار اس قدر ہو جاتا ہے کہ ہر عبادت کے موقع سے اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے، اگر اس مقام تک نہیں پہونچ پاتا تو کم از کم اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت اسے دیکھ رہا ہے، حدیث جبریل میں زبانِ رسالت سے یہ مذکور ہے کہ ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك یعنی اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے کہ تم انہیں دیکھ رہے اگر ایسا نہ ہو تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

اللہ سے ایسی قربت پیدا کرنے اور سوئے حرم لے جانے کے لیے بہار میں بھی بہت ساری خانقاہیں قائم ہیں، ان خانقاہوں میں ایک قدیم اور بڑی خانقاہ، خانقاہ منیر شریف ہے، جس نے سینکڑوں سال سے طریقت کی بساط پر رجال سازی کا کام جاری رکھا ہے، اس کے موجودہ سجادہ نشیں حضرت سید شاہ طارق عنایت اللہ فردوسی منیری ہیں، جو سجادہ نشیں کے ساتھ ساتھ متولی ودیوان درگاہ خانقاہ منیر شریف بھی ہیں۔ اسی خانقاہ اور خانوادہ کے گل سرسبد معروف عالم دین مولانا تقی الدین ندوی فردوسی مدظلہ العالی ہیں جن کے فیوض وبرکات، شفقت ومحبت سے بندہ بھی پٹنہ میں مستفیض ہوتا رہتا ہے۔

''تذکرہ مخدومان منیر'' حضرت صاحب سجادہ مدظلہ کی قابل قدر ولائق تحسین تصنیف ہے، جسے جناب ناصر منیری ڈائرکٹر ریسرچ سنٹر خانقاہ منیر شریف نے مرتب کیا ہے، کتاب میں حضرت امام تاج فقیہ کے سلسلے کے اکابر اور سجادگان کے حالات زندگی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، یہ تاریخ بھی ہے، تذکرہ بھی ہے، تحقیق بھی ہے اور سلاسل سے متعلق معلومات کا ذخیرہ بھی، اس نام میں تذکرہ کا لفظ دیکھ کر بے ساختہ مجھے موجودہ سجادہ نشیں کے والد حضرت سید شاہ نور الدین فردوسی منیری رحمۃ اللہ یاد آگیے، جب میں نے ان کی خدمت میں اپنی کتاب ''تذکرہ مسلم مشاہیر ویشالی'' پیش کی تو فرمایا کہ آپ کے تواضع نے اس کتاب کو ''تذکرہ'' بنا دیا، ورنہ یہ تو ویشالی کی پوری تاریخ ہے، اس کتاب کے نام میں ''تذکرہ'' کا لفظ بھی کچھ ایسا احساس دلاتا ہے، لیکن میں صاحب سجادہ کو یہ کہنے کی پوزیشن میں اپنے کو نہیں پاتا۔

یہ قیمتی تاریخی مرقع چھ ابواب پر مشتمل ہے اور قدیم طرز کے مطابق ہر باب کے ذیل میں چند فصول ہیں، پہلا باب ابتدائیہ، تشکر وامتنان، تہدیہ وانتساب کے بعد شروع ہوتا ہے، جس میں دس فصلیں ہیں اور ان فصلوں کے ذیل میں تصوف کے تعارف، اشتقاقات، اصطلاحات، مقاصد، حقائق، اصحاب تصوف، کتب تصوف، تعلیمات اور سلاسل تصوف کا تفصیلی اور تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، اس باب میں مصنف کی محنت سے بڑے مفید مضامین جمع ہو گیے ہیں، اسے اس کتاب کا مقدمہ سمجھنا چاہیے، گو مصنف نے اسے مقدمہ کا نام نہیں دیا ہے۔

بابِ دوم امام تاج فقیہ اور منیر شریف کے عنوان سے ہے، اس باب میں منیر شریف کی تاریخ، مقدس بارگاہیں، مزارات، مسجدیں، وہاں کے شہداء، صحبت میلہ، منیر کا مشہور لڈو اور بزرگوں کے اعراس پر تاریخی حقائق، سلیقہ سے آٹھ فصلوں کے ذیل میں مذکور ومندرج ہیں، اور کہنا چاہیے کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔

بابِ سوم امام تاج فقیہ اور خانقاہ منیر شریف کے نام ہے، چوں کہ اس خانقاہ کی بنیاد میں امام تاج فقیہ ہیں؛ اس لیے اس باب میں جگہ جگہ ان کا تذکرہ آیا ہے، لیکن اصلاً یہ باب خانقاہ منیر شریف کی تاریخ، نادر تبرکات، دوسری خانقاہوں سے اس کے تعلقات، امراء وسلاطین کی حاضری، جنگ آزادی میں خانقاہ منیر شریف کا کردار اور خانقاہ کے بزرگوں کے اعراس وتذکرہ پر مشتمل ہے، چھ فصلوں کے ذیل میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

اس تاریخی سلسلے کے ذکر کے بعد کتاب میں دو باب تذکرہ کے لیے خاص کیا گیا ہے، چوتھے باب میں امام تاج فقیہ اور ان کے خانوادہ کا تذکرہ مرقوم ہے، جس میں ان کی ملی، مذہبی، تعلیمی دینی خدمات اور تصوف کے اعتبار سے ان حضرات کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، یہ باب بھی چھ فصلوں پر مشتمل ہے، جس مین بانی خانقاہ امام تاج فقیہ، ان کے تین صاحب زادگان مخدوم اسرائیل، مخدوم اسماعیل اور مخدوم عبدالعزیز رحمھم اللہ کے ساتھ امام تاج فقیہ کے پوتے مخدوم یحیٰ منیریؒ اور پر پوتے مخدوم شرف الدین بن یحیٰ منیریؒ کے احوال وآثار اور طریقت کے باب میں ان کی زریں خدمات کا تذکرہ بڑے مؤثر انداز میں کیا گیا ہے، یہ کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ کی ولادت منیر شریف خانقاہ ہی کے احاطہ میں ہوئی تھی، آج بھی وہ جگہ محفوظ ہے، اور زیارت کے لیے لوگوں کی وہاں کثرت سے آمد ورفت رہتی ہے۔

تذکرہ کا دوسرا حصہ اور پانچواں باب خانقاہ منیر شریف کے سجادگان کے تذکروں پر مشتمل ہے، جس میں حضرت امام تاج فقیہ ہاشمیؒ سے لے کر موجودہ سجادہ نشیں حضرت سید شاہ طارق عنایت اللہ فردوسی منیری مدظلہ کے سوانحی کوائف اور خدمات کا مرقع پیش کیا گیا ہے، جس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' است۔

کتاب کا آخری باب ''مناقب مخدومان منیر'' کے لیے خاص کیا گیا ہے، اس میں کل آٹھ فصلیں ہیں، ہر فصل میں سلسلہ کے ایک بزرگ کے احوال وآثار، خصائص وتفردات اشعار میں بیان کیے گیے ہیں، اس باب میں قصیدہ منیر شریف، منقبت امام تاج فقیہ، مخدوم یحیٰ منیری، مخدوم شرف الدین ابن یحیٰ منیری، مخدوم دولت شاہ منیری، مخدوم عنایت اللہ فردوسی منیری، مخدوم نور الدین منیری رحمھم اللہ اور موجودہ سجادہ نشیں کے عنوان سے شاعر نے اپنے جذبات وخیالات، مشاہدات واحساسات کو اشعار میں بیان کیا ہے۔ یہ ساری منقبت اور قصائد اس کتاب کے مرتب جناب ناصر منیری ڈائرکٹر ریسرچ سنٹر خانقاہ منیر شریف کے فکر وفن کا نتیجہ ہے، ان اشعار میں عقیدت ومحبت کا سیل رواں موجزن ہے، اس قسم کے اشعار میں تخلیات کی رفعت، فکر کی ندرت اور فنی باریکیوں کی تلاش کے بجائے طریقۂ اظہار وابلاغ عقیدت ومحبت پر توجہ مبذول رکھنی چاہیے، اس اعتبار سے اس کا مطالعہ عام لوگوں کو عموما اور سلاسل سے منسلک لوگوں کو خاص کیف وسرور میں مبتلا کرے گا۔

اس کتاب کا ناشر مخدوم جلیل منیری پبلشنگ اکیڈمی، جامعہ امام تاج الفقہاء، خانقاہ منیر شریف ہے، تقسیم کار کی ذمہ داری مخدوم شاہ دولت منیری لائبریری کی ہے، سید شاہ میران فردوسی، وردہ فردوسی اور شبنم بانو نے پروف ریڈنگ کا کام پوری توجہ سے کیا ہے، مخدوم یحیٰ منیری ریسرچ سنٹر نے پیش کش کی ذمہ داری لی، ان تمام حضرات کی محنت کے طفیل یہ قیمتی دستاویز اور تاریخی تحریر معمولی ہدیہ دوسو پچاس روپے میں آپ تک پہونچ رہی ہے، سب ہم تمام کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ رب العزت سب کو بہتر بدلہ عطا فرمائے اور خدمات کو قبول فرمائے۔

آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔ آمین

حکایات اہل دل

✍ : مولانا رضوان احمد ندوی

سچی توبہ سے گناہ دھل جاتے ہیں: ایک عورت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور دریافت کیا کہ مجھ سے بدکاری ہوگئی اس سے بچہ ہوگیا میں نے اسے مار ڈالا اب کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا: کہ اب نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوسکتی ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری بزرگی ہوسکتی ہیں تیرے لئے توبہ ہرگز نہیں، وہ روتی پیٹتی واپس چلی گئی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں صبح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس سے بہت ہی بری بات کہی۔ کیا ان آیتوں کو قرآن میں نہیں پڑھتا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ سے اِلَّا مَنْ تَابَ تک۔ مجھے بڑا ہی رنج ہوا اور میں لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچا، اور اسے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں وہ خوش ہوگئی اور اسی وقت سجدے میں گر پڑی، اور کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے چھٹکارے کی صورت پیدا کردی۔ (طبرانی) اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کا پہلا فتویٰ سن کر وہ حسرت وافسوس کے ساتھ یہ کہتی ہوئی واپس چلی کہ ہائے ہائے یہ اچھی صورت کیا جہنم کے لئے بنائی گئی تھی؟ اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت ابوہریرہؓ کو اپنی غلطی کا علم ہوا تو اس عورت کو ڈھونڈنے کیلئے نکلے، تمام مدینہ اور ایک ایک گلی چھان ماری، لیکن کہیں پتہ نہ چلا۔ اتفاق سے رات کو وہ عورت پھر آئی تب حضرت ابوہریرہؓ نے انہیں صحیح مسئلہ بتلایا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس نے میرے لئے چھٹکارے کی صورت بنائی اور میری توبہ کی قبولیت رکھی۔ یہ کہہ کر اس کے ساتھ جو لونڈی تھی اسے آزاد کردیا اس لونڈی کے ایک لڑکی بھی تھی اور سچے دل سے توبہ کرلی۔ (تفسیر ابن کثیر، گلدستہ 206/5)

ایک صحابیہ کی توبہ: قبیلہ غامد کی ایک عورت تھی، اس سے فعل زنا سرزد ہوگیا، اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سزائے زنا جاری کرنے کی درخواست کی اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے پاک کردیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہر چند ٹالنا چاہا، مگر نہ مانی، آخر اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگ سار کرادیا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس غامدیہ عورت کے متعلق کچھ ناشائستہ الفاظ کہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خالد- زبان روکو- قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ مکس والا بھی کرے تو اس کی بھی مغفرت ہوجائے (مکس وہ ٹیکس ہے جو عشر کے بہانہ سے سرکاری آدمی سوداگروں سے وصول کرلیتے تھے، یہ ٹیکس بیرونی سوداگروں سے دھوکہ دے کر لیا جاتا تھا) یہی روح ہے اس قول کی جس گناہ کا آغاز غفلت اور انجام ندامت (توبہ) ہو وہ اس اطاعت سے بہتر ہے جس کا آغاز فخر اور انجام ریاکاری ہو۔

حلال کھانے کی برکت: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دو مشہور شاگرد رہے ہیں، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، دونوں ساتھ پڑھتے تھے، حضرت امام ابویوسفؒ بڑے تھے اور امام محمدؒ چھوٹے تھے، امام ابوحنیفہؒ کے انتقال کے بعد امام محمدؒ نے امام ابویوسفؒ سے بھی پڑھا، جس دن امام ابوحنیفہؒ کا انتقال ہوا، اسی دن امام شافعیؒ پیدا ہوئے۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ دونوں ہم عصر ہیں، امام محمدؒ کے شاگرد امام شافعیؒ ہیں اور امام شافعیؒ کے شاگرد امام احمدؒ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ اپنے استاذ امام شافعیؒ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور کبھی امام شافعیؒ بھی اپنے شاگرد کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا طویل زمانہ گزر گیا کہ امام شافعیؒ کی ملاقات امام احمد بن حنبلؒ سے نہیں ہوسکی، تو امام شافعیؒ نے اپنے شاگرد کو خط لکھا کہ میں تو کمزور ہوگیا ہوں، خود آ نہیں سکتا ایسا کرو کہ تم ہی آجاؤ کہ ملاقات ہوجائے، جب استاذ مکرم کا خط آیا تو امام احمد بن حنبلؒ نے فوراً تیاری شروع کردی اور استاذ محترم کو اطلاع دی کہ ان شاء اللہ فلاں تاریخ کو آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو رہا ہوں، تو امام شافعیؒ اس اطلاع سے بہت ہی خوش ہوئے، کیا تعلق ہوگا، بعض استاذوں کو اپنے شاگردوں پر ناز ہوتا ہے، خدام سے فرمایا میرا ایک شاگرد آرہا ہے، جو امام الوقت ہے، اپنے گھر والوں سے بھی کہا بیٹیو تمہارے گھر بہت بڑا مہمان آرہا ہے، بہت بڑا عالم اور اللہ والا ہے، لہٰذا تم جتنا مہمان نوازی کرسکتی ہو اس کی تیاری کرو۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ پہنچ گئے، امام شافعیؒ نے ان کا زبردست استقبال فرمایا، اپنے خدام کے ساتھ باہر تشریف لے گئے، ان کو بڑے احترام سے اپنے گھر لے کر آئے، بڑا خیر مقدم کیا گیا، بڑی عزت کی گئی، اب کھانے کا وقت آیا، دسترخوان بچھایا گیا، کھانے کے لئے بیٹھے تو امام احمد بن حنبلؒ خلافِ ادب اِدھر اُدھر سے کھا رہے ہیں، حالانکہ ادب یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے، البتہ مختلف کھانے کی چیزیں ہوں تو اِدھر اُدھر ہاتھ بڑھانے میں کوئی حرج نہیں، مگر امام احمدؒ آدابِ طعام کے خلاف غیر مہذبانہ طور پر کھا رہے ہیں اور کھانا بھی خوب کھایا، جب کہ اللہ والوں کا طریقہ قلت طعام کا ہوتا ہے، جب دسترخوان اُٹھایا گیا تو بچیوں کو ان کی اس حرکت سے تعجب ہوا، اب رات کا وقت آیا، اہل اللہ کی رات ہماری طرح نہیں گزرتی کہ دیر تک گپیں مارنا اور صبح دیر سے اُٹھنا، فجر کی نماز ہی غائب، اہل اللہ اخیر رات میں اُٹھ کر اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، تہجد ادا کرتے ہیں، ذکر و دعا کرتے ہیں، گھر والوں نے اسی خیال سے وضو کا پانی اور لوٹا بھی تیار کرکے رکھ دیا، کہ رات کو امام احمدؒ کو تکلیف نہ ہو، امام احمد بن حنبلؒ رات کو آرام فرما ہوئے، تو صبح تک بستر پر لیٹے سوتے رہے، صبح اٹھ کر مسجد میں جاکر بلا وضو ہی نماز پڑھادی، لڑکیاں تو پہلے ہی سے متعجب تھیں، رات کو کھانے کا حال دیکھا تھا، اس کے بعد صبح دیکھا کہ وضو کا پانی، جیسا تھا، ویسا ہی رکھا ہوا ہے، اور اس کے بعد صبح کی نماز بلا وضو ہی پڑھادی اور زیادہ تعجب ہوا۔ لڑکیوں نے اپنے والد محترم امام شافعیؒ کی خدمت میں عرض بھی کیا کہ آپ تو مہمان کی بہت تعریف کررہے تھے کہ وقت کے امام ہیں، چنیں اور چناں ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ کھانا بھی ڈھنگ سے مہذب طور نہیں کھایا اور اللہ والوں کے معمول کے خلاف خوب کھایا، رات بھی سوتے سوتے گزار دی، امام شافعیؒ سے بھی رہا نہ گیا، امام احمد بن حنبلؒ سے فرمایا کہ احمد! تمہارے اندر یہ تبدیلی کیسے آگئی؟ کہ نہ تہجد، نہ وضو، اور کھانے میں بھی بدتمیزی، بدتہذیبی، ایک دم سے یہ سب کیا ہوگیا؟ امام احمد بن حنبلؒ نے بڑے ادب سے عرض کیا حضرت معاف فرمائیں، بات تو وہی ہے جو آپ نے فرمائی، مگر مجھ سے جو کچھ ہوا، اس کے متعلق عرض ہے کہ جب ہم کھانے کے لے دسترخوان پر بیٹھے تو آپ سے زیادہ کس کا کھانا حلال ہوسکتا ہے، میں نے دیکھا کہ کھانے پر انوار کی بارش ہورہی ہے، اس قدر انوار محسوس ہورہے تھے جس کی حد نہیں، مجھے جہاں محسوس ہوتا تھا کہ یہاں نور برس رہا ہے، بس وہیں ہاتھ مارتا تھا اور الحمدللہ کھانا چونکہ بے حد حلال اور نورانی تھا، اس لیے دل نے چاہا کہ جس قدر انوار حاصل کئے جاسکتے ہوں، حاصل کئے جائیں، اس لیے خلافِ معمول زیادہ کھایا اور اس حلال نورانی کھانے کا اثر یہ ہوا کہ الحمدللہ رات کو تہجد بھی پڑھی، ایک آیت یاد آگئی اس پر سوچنا شروع کیا، الحمدللہ تقریباً سو (100) مسائل استنباط کئے، پوری رات اسی طرح گزری، اس لئے وضو بھی برقرار رہا، نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ تو اس حلال کھانے کی برکت کے دو آثار ظاہر ہوئے، ایک عمل میں، دوسرے علم میں، عمل میں یہ برکت ہوئی کہ عشاء کے وضو سے تہجد پڑھی، اور اسی وضو سے فجر پڑھی اور علم میں برکت ہوئی کہ بستر پر لیٹے لیٹے ایک آیت سے سو مسائل استنباط کئے، جب یہ باتیں سامنے آئیں تو گھر والوں کو امام احمد بن حنبلؒ کا مقام معلوم ہوا۔ (مجالس حکیم الاسلام: ص 97 ج 2)

چغل خوری کرنے کا عبرتناک انجام: حدیث شریف میں چغل خوری کی مذمت بیان فرمائی ہے، چغل خوری یہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے کو لگانا اور دونوں کے درمیان لڑائی جھگڑا پیدا کرنا، آج کل چغل خوری ہی کی وجہ سے عموماً گھروں میں فساد برپا ہے، رشتے داروں کے درمیان میں جھگڑے ہوتے ہیں، ساس کے سامنے بہو کی، یا بیٹے کے سامنے عورت کی چغلی کرنے سے پورا گھر جہنم بن جاتا ہے، کتنے گھر اسی چغل خوری کی وجہ سے برباد ہوگئے۔ کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص ایک غلام کو بہت معمولی قیمت پر بیچ رہا تھا آواز لگا رہا تھا کہ میری طرف سے یہ اسپیشل اوفر (Offer) ہے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے، وہ شخص کہہ رہا تھا کہ یہ غلام ہے اور بالکل کم قیمت پر میں اس کو بیچنا چاہتا ہوں، اس میں صرف ایک عیب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں چغل خوری کی عادت ہے، باقی اور کوئی عیب نہیں، مضبوط نوجوان ہے، محنتی اور چست ہے، ایک شخص نے سوچا کہ اتنی معمولی قیمت پر مجھے ایسا غلام ملنا مشکل ہے، اس کے اندر چغل خوری کی عادت ہے تو میں اس کی اصلاح کرلوں گا۔ چنانچہ اس نے غلام خرید لیا اور اس کی اصلاح کرتا رہا، اچھی اچھی باتیں اس کو بتاتا، اچھے ماحول میں رکھنے کی کوشش کرتا، چنانچہ وہ نیک بن گیا، لیکن چند مہینوں کے بعد اس کی عادت لوٹ آئی۔ مثل مشہور ہے بقول شیخ سعدی ؂

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ بآدمی بزرگ شود

آخرکار بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے، اگرچہ انسانوں کے درمیان اس کی پرورش ہوتی ہے، مگر اس کے اندر جو فطری عادت ہے، وہ ختم نہیں ہوتی، اسی طرح کہا جاتا ہے: ؂

جبل گردد جبلت نہ گردد

پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے، مگر جبلت اور فطرت نہیں بدلتی، یہی حال غلام کا ہوا، اس کی اصلی عادت لوٹ آئی اور چغل خوری کا موقعہ تلاش کرنے لگا، ایک دن مالک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا کروں، کہنے کی بات تو نہیں ہے، مگر کہنا ہی پڑتا ہے، اس لیے کہ معاملہ حد سے بڑھ رہا اور بہت ہی افسوسناک بات ہے، مالک نے کہا ایسی کونسی بات ہے، غلام بڑی معصومیت سے کہتا ہے کہ دل نہیں چاہتا کہ کہوں، مالک نے کہا کہو تو سہی، غلام کہتا ہے وعدہ کرو، کسی سے نہیں کہو گے، مالک نے کہا وعدہ ہے کسی سے نہیں کہوں گا، اس کے بعد غلام نے کہا جب آپ گھر سے باہر جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ بھی اِدھر اُدھر نکل جاتی ہیں جس سے گھر کا ماحول خراب ہوتا جارہا ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ بیگم صاحبہ موقعہ کی تلاش میں ہیں کہ تمہارا گلا کاٹ لیں تاکہ راستہ صاف ہوجائے اور اپنا مقصد آسانی سے حاصل کرسکیں، مرد چوکنا ہوگیا، اس کے بعد وہ غلام ملکہ کے پاس پہنچا اور کہا ایک راز کی بات ہے، آپ کہو تو کہوں، حالانکہ کہنے کی بات نہیں ہے، مگر مجھے آپ کی فکر ہورہی ہے اور معاملہ خطرناک صورت اختیار کررہا ہے، ملکہ فکر میں پڑ گئی پوچھنے لگی، آخر کیا بات ہے؟ غلام نے کہا اگر آپ وعدہ کرو کہ کسی سے تذکرہ نہیں کرو گی تو کہوں، ملکہ نے کہا وعدہ ہے، اب غلام نے کہا کہ آپ کے سرتاج کا دوسری شادی کا ارادہ ہے اور تم کو طلاق دینا چاہتا ہے، اگر تم اس سے بچنا چاہتی ہو تو میں ایک تدبیر بتاؤں، ملکہ صاحبہ متفکر ہوگئیں، گھبرا کر پوچھنے لگیں، وہ تدبیر کیا ہے، غلام کہتا ہے تم ایسا کرو کہ ان کے داڑھی کا ایک بال لاکر مجھے دے دو میں ایسا جادو کروں گا کہ مالک کا دل ہٹ جائے گا، ملکہ نے کہا یہ تو بہت آسان بات ہے، اب ملکہ بھی ہوشیار ہوگئی اور وہ اس موقعہ کی تلاش میں رہی کہ میرا شوہر جب آرام کرنے کے لئے لیٹے تو اس وقت میں یہ کام کرلوں گی۔ آپ نے غور کیا کہ غلام نے ادھر مالک کے کان بھرے اور اس کو اپنی وفادار بیوی سے بدظن کردیا اور اُدھر عورت کے کان بھرے اور اس کو بھی اپنے شوہر کی طرف سے بدگمان بنادیا، جب رات ہوئی اور شوہر بستر پر سونے کے لئے گیا، غلام نے تو اس کے کان بھر رکھے تھے، اس کو نیند کہاں آتی، وہ خالی خالی لیٹا رہا اور سونے والوں جیسی صورت بنائے رکھی، جب عورت کو اطمینان ہوا کہ میرے شوہر سو گئے ہیں، تو وہ خاموشی سے استرا لے کر بڑھی کہ شوہر کے داڑھی کے دو تین بال کاٹ لے، مرد تو ہوشیار تھا، جب اس نے دیکھا واقعی عورت استرا لے کر آرہی ہے اور اس کے گلے کے پاس استرا لے گئی، جب کہ عورت کا مقصد تو شوہر کی داڑھی کے ایک دو بال کاٹنا تھے، مگر شوہر کو یقین آگیا کہ غلام نے جو کہا تھا، وہی چیز سامنے آرہی ہے، جب عورت استرا لے کر اس کے گلے کے قریب گئی تو شوہر فوراً ہوشیار ہوگیا اور غصہ میں اُٹھا اور عورت کے ہاتھ سے استرا لے کر اپنی عورت ہی کو ذبح کردیا، عورت کے گھر والوں کو پتہ چلا تو وہ غصہ میں بھرے ہوئے آئے اور شوہر کو قتل کردیا، اس کے بعد دونوں خاندان والوں نے خونریزی شروع ہوگئی اور کئی آدمی قتل ہوئے۔ دیکھا آپ نے چغل خوری کتنی بُری عادت ہے، اس کا اثر کتنا زہریلا اور مہلک ہے، اس لیے چغل خوری سے خود کو بھی محفوظ رکھنے کی فکر کریں، بچوں کو بھی دور رکھیں ورنہ زندگی بے سمتی کی شکار ہوجائے گی۔

شادی بیاہ کی رسمیں

مفتی محمد تقی عثمانی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی، حدیث میں ہے کہ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے کپڑوں پر ایک پیلا سا نشان نظر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جواب دیا کہ میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے (مطلب یہ کہ نکاح کے موقع پر کپڑوں پر خوشبو لگائی تھی، اس کا یہ نشان باقی رہ گیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں برکت کی دعا دی اور فرمایا کہ ولیمہ کرنا، چاہے ایک بکری ہی ہو۔ اندازہ لگایئے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریبی صحابی ہیں کہ دس منتخب صحابہ کرامؓ میں ان کا شمار ہوتا ہے، لیکن انہوں نے نکاح کیا تو نکاح کی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں پر لگی ہوئی خوشبو کا نشان دیکھ کر سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نکاح کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی شکایت نہیں فرمائی کہ تم اکیلے اکیلے نکاح کر بیٹھے اور ہمیں پوچھا بھی نہیں، شکایت کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی۔ البتہ ساتھ ہی یہ ترغیب بھی دی کہ ولیمہ کریں۔

دراصل اسلام نے نکاح کو اتنا آسان اور اتنا سادہ بنایا کہ جب دونوں فریق راضی ہوں، تو وہ کسی بے جا رکاوٹ کے بغیر یہ رشتہ قائم کرسکیں، شریعت نے یہ شرط بھی نہیں لگائی کہ کوئی قاضی یا عالم ہی نکاح پڑھائے، شریعت کی طرف سے صرف اتنی شرط ہے کہ نکاح کی مجلس میں دو گواہ موجود ہوں، اگر دولہا دولہن عاقل بالغ ہوں تو ان میں سے کوئی دوسرے سے کہہ دے کہ میں نے تم سے نکاح کیا دوسرا جواب دے دے کہ میں نے قبول کیا، بس نکاح ہوگیا، نہ اس کے لئے عدالت میں جانے کی ضرورت ہے نہ کسی تقریب کی کوئی شرط ہے نہ دعوت ضروری ہے، نہ جہیز لازمی ہے، ہاں دولہن کے اکرام کے لئے مہر ضروری ہے اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ مہر کا تعین بھی نکاح ہی کے وقت کرلیا جائے، لیکن اگر بالفرض نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا ہو تب بھی نکاح ہوجاتا ہے اور مہر مثل لازم سمجھا جاتا ہے۔ نکاح کے وقت خطبہ بھی ایک سنت ہے اور حتی الامکان اس سنت کے برکات ضرور حاصل کرنی چاہئیں لیکن نکاح کی صحت اس پر نہیں، لہٰذا اگر خطبہ کے بغیر ہی ایجاب قبول کرلیا جائے تب بھی نکاح صحیح ہوجاتا ہے، نکاح میں کوئی نقص نہیں آتا۔ ولیمہ جس کی ترغیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں دی ہے، وہ بھی سنت ہے لیکن اول تو وہ ایسا فرض واجب نہیں ہے کہ اس کے بغیر نکاح نہ ہوسکتا ہو، دوسرے اس کی کوئی مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی نہ مہمانوں کی کوئی تعداد لازمی قرار دی ہے، ہر شخص اپنی مالی استطاعت کے اعتبار سے اس کا فیصلہ کرسکتا ہے اور اس کے لئے قرض ادھار کرنے کی بھی نہ صرف کوئی حاجت نہیں، بلکہ ایسا کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے، کوئی شخص جتنا مختصر پیمانہ پر ولیمہ کرسکتا ہے، اتنے ہی مختصر پیمانے پر کرلے اور نہ کرسکے تب بھی اس سے نکاح میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔

لیکن اسلام نے نکاح کو جتنا آسان بنایا تھا، ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچے نے اسے اتنا ہی مشکل بنا ڈالا ہے، نکاح کے بابرکت معاہدے پر ہم نے لامتناہی رسموں، تقریبات اور فضول اخراجات کا ایسا بوجھ لاد رکھا ہے کہ ایک غریب بلکہ متوسط آمدنی والے شخص کے لئے بھی وہ ایک ناقابل عبور پہاڑ بن کر رہ گیا ہے اور کوئی شخص اس وقت تک نکاح نہیں کرسکتا جب تک اس کے پاس (گری سے گری حالت میں بھی) ایک لاکھ روپے موجود نہ ہوں، یہ لاکھ دو لاکھ روپے نکاح کی حقیقی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف فضول رسموں کا پیٹ بھرنے کے لئے درکار ہیں، جنہیں خرچ کرنے سے زندگی کی حقیقی ضروریات پوری کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔

شریعت کی طرف سے نکاح کے موقع پر لے دے کر صرف ایک دعوت ولیمہ مسنون تھی اور وہ بھی ہر شخص کی استطاعت کے مطابق، لیکن اب تقریبات اور دعوتوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جارہا ہے، منگنی کی تقریب ایک مستقل شادی کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے اور عین نکاح کے موقع پر مہندی، ابٹن سے لے کر چوتھی، بہوڑے تک ہر روز کسی نہ کسی تقریب کا اہتمام لازمی سمجھ لیا گیا ہے، جس کے بغیر شادی بیاہ کو تصور نہیں کیا جاسکتا۔ پھر تقریبات میں بھی زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ نت نئے اخراجات کا اضافہ ہورہا ہے، نئے نئے مطالبے سامنے آرہے ہیں، نئی نئی رسمیں وجود میں آرہی ہیں غرض فضولیات کا ایک طومار ہے جس نے شادی کو خاص طور سے غریب اور متوسط طبقہ کے لئے ایک ایسی ذمہ داری میں تبدیل کردیا ہے جو عام طور پر صرف حلال آمدنی سے پوری نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اسے پورا کرنے کے لئے کہیں نہ کہیں ناجائز ذرائع کا سہارا لینا پڑتا ہے اور اس طرح نکاح کا یہ کار خیر نہ جانے کتنی بدعنوانیوں اور کتنے گناہوں کا ملغوبہ بن کر رہ جاتا ہے اور جس نکاح کا آغاز ہی بدعنوانی یا گناہ سے ہو اس میں خیر و برکت کہاں سے آئے گی؟

خوشی کے مواقع پر اعتدال کے ساتھ خوشی منانے پر شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی، لیکن خوشی منانے کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو جن بے جا رسموں میں جکڑ لیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خوشی، جو دل کی فرحت کا نام تھا وہ تو پیچھے چلی گئی ہے اور رسموں کے لگے بندھے قواعد آگے آگئے ہیں جن کی ذرا خلاف ورزی ہوئی تو شکوے شکایتوں اور طعن و تشنیع کا طوفان کھڑا ہوجاتا ہے، لہٰذا شادی کی تقریبات رسموں کی خانہ پری کی نذر ہوجاتی ہیں جس میں پیسہ تو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے، دل و دماغ ہر وقت رسمی قواعد کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں، شادی کے انتظامات کرنے والے تھک کر چور ہوجاتے ہیں پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی شکایت کا سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں بعض اوقات لڑائی جھگڑوں تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

زبان سے اس صورت حال کو ہم سب قابل اصلاح سمجھتے ہیں، لیکن جب عمل کی نوبت آتی ہے تو عموماً پرنالہ وہیں گرتا ہے اور ایک ایک کرکے ہم تمام رسموں کے آگے ہتھیار ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

اس صورت حال کا کوئی حل اس کے سوا نہیں ہے کہ اول تو بااثر اور خوش حال لوگ بھی اپنی شادیوں کی تقریبات میں حتی الامکان سادگی اختیار کریں اور ہمت کرکے ان رسموں کو توڑیں جنہوں نے شادی کو ایک عذاب بناکر رکھ دیا ہے دوسرے اگر دولت مند افراد اس طریق کار کو نہیں چھوڑتے تو کم از کم محدود آمدنی والے افراد یہ طے کرلیں، دولت مندوں کی حرص میں اپنا پیسہ اور توانائیاں ضائع کرنے کے بجائے اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائیں گے اور اپنی استطاعت کے حدود سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ ہمارے سامنے رہے: کہ سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں زیر باری کم سے کم ہو، یعنی جس میں انسان نہ مالی طور پر زیر بار ہو اور نہ بے جا مشقت و محنت کے بوجھ میں مبتلا ہو۔ (ارمغان)

بیٹیوں کو ایسی تعلیم دیں کہ برائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکیں

ریحانہ قادری، ممبئی

دین اسلام میں جو رتبہ عورت کا ہے کسی اور مذہب میں نہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں بیٹی کا پیدا ہونا باعثِ شرمندگی سمجھا جاتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ حق کی تبلیغ شروع کی اور لوگوں کو بیٹی کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا اور اسے رحمت قرار دیا۔

آج بھی جاہل لوگوں کا یہ حال ہے کہ بیٹی کی آمد کو خوشگوار نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اس پر رنجیدہ ہوجاتے ہیں اور خوش ہونے کے بجائے باقاعدہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ بیٹی کو رحمت کے بجائے زحمت اور بوجھ سمجھتے ہیں۔ بیٹیوں کو ہر معاملے میں بیٹوں سے کمتر سمجھا جاتا ہے، یہ کہہ کر کہ بیٹیوں کو آگے جاکر گھر کے کام کاج ہی کرنے ہیں۔ ان کے لئے تعلیم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ان کا لباس اور دیگر ضروریات زندگی میں بھی لڑکیوں کے بجائے لڑکوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اِس بات پر بلاوجہ تکبر اور غرور نہیں کرنا چاہئے کہ اللہ نے انہیں بیٹا دیا ہے، یہ تو صِرف اور صرف اللہ کی پسند ہوتی ہے اور پھر جو اجر اور ثواب لڑکیوں کی پرورش اور اس کے ساتھ حُسن سلوک میں ہے وہ لڑکوں کی پرورش میں نہیں، لڑکوں کی پرورش میں انسان کی اپنی غرض شامل ہوتی ہیکہ بیٹا بڑا ہوکر بڑھاپے کا سہارا بنے گا، لڑکیوں کے کئی روپ، خوبیاں اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں وہ اپنے گھر میں والدین اور بھائی بہن کی خدمت کرتی ہے۔ اُن کے سارے کام بخوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتی ہیں، شادی کے بعد شوہر اور سسرال والوں کی ذمے داری نبھاتی ہیں، پھر ماں بن کر اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔ اُن کی ذمے داری بھی بخوبی نبھاتی ہیں۔ وہ ذمہ داری اور وفا کا پیکر ہوتی ہیں۔ بے شک بیٹا اللہ کی نعمت ہوتا ہے لیکن بیٹیاں، رحمت، الفت، عظمت وغیرت ہوتی ہیں۔ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہیں۔ ماں کی پرچھائیں اور باپ کا خواب ہوتی ہیں وہ بیٹی ہی نہیں بلکہ والدین کی جان ہوتی ہیں۔

بیٹی وہ نعمت ہے وہ رحمت ہے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتی تھیں تو اللہ کے محبوب بھی استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے کہ ''میری بیٹی آئی ہے۔'' بیٹی وہ پھول ہے جو ہر باغ میں نہیں کِھلتا۔ باپ کا درد سمجھتی ہے، ماں کے آنسو پونچھتی ہے، بھائی کے دکھ لے کر اُن پر اپنے سُکھ لٹا دیتی ہے۔ یہ بیٹیاں بھی ماں جیسی ہی ہوتی ہیں۔ بیٹے نعمت ہیں اور نعمتوں کا حساب لیا جائے گا، بیٹیاں رحمت ہیں ان کا کوئی حساب نہیں۔'' بیٹے آج ہیں تو بیٹیاں آنے والا کل ہیں۔'' ضروری نہیں کہ اُجالا صرف چراغوں سے ہوں۔ بیٹیاں جن گھر میں بھی ہوں اُجالا کردیتی ہیں۔ ایک باپ اپنا سب سے قیمتی ٹکڑا پرائے ہاتھ میں دے دیتا ہے، ہر لوگ کہتے ہیں کہ شادی میں باپ نے دیا کیا ہے! جو انسان بیٹی کی پیدائش پر دکھ منا رہا ہوتا ہے وہ شاید یہ بھول جاتا ہے کہ وہ بھی کسی بیٹی کے ذریعے اس دنیا میں آیا ہے۔ ہم سب کو بیٹیاں بہت پیاری ہوتی ہیں لیکن ایک کڑوی سچائی یہ بھی ہے کہ اسے شادی کرکے سسرال جانا پڑتا ہے اور وہاں پوری ذمہ داری نبھانی پڑتی ہے اور وہ اسے بخوبی نبھاتی بھی ہے۔ اس لئے بیٹیوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ گھر کی ذمے داری، پکوان، صفائی وغیرہ سے بھی روشناس کروانا چاہئے۔ اگر ہم اپنی بیٹیوں کو اچھے اخلاق، اچھی عادتیں اور ذمے داریوں کا تحفہ جہیز میں دیں گے تو وہ غیرت پائے گی، سسرال والے اس کے کاموں سے، اس کی ذمہ داریوں سے، اس کے اخلاق سے خوش ہوکر اُس کی عزت واحترام کریں گے۔

ماں بیٹی کی دوست ہوتی ہے، بیٹی اپنی ہر مشکل، مسائل، تکالیف کو اپنی ماں کے سامنے رکھتی ہے اور ماں ہی وہ واحد ہستی ہے جو اپنے بچوں کے دکھ، سکھ کا سہارا ہوتی ہیں۔ اپنے بچوں کے مسائل کو بخوبی سن کر سمجھتی ہے اور اسے حل کرلیتی ہے۔ بیٹی کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ سسرال میں اپنے آپ کو اچھے اور بُرے حالات میں ڈھال سکے۔ کیونکہ سسرال میں ہر ایک کی عادات اور رہن سہن کا طریقہ مختلف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے کوشش کرکے اپنے آپ کو ڈھالنے یا ایڈجسٹ کرنے سے سسرال والے اُسے بہو کے بجائے بیٹی ماننے پر مجبور ہوجائیں گے اور اس کی دل سے عزت کریں گے۔

''بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم اور آگے ترقی کرنے کے لئے ان کی حوصلہ شکنی کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ ان پر طعنہ زنی نہ کریں، کیونکہ اس سے اُن کا حوصلہ پست ہوجاتا ہے اور وہ آگے بڑھ نہیں پاتیں ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان کی ہمت بڑھائیں تاکہ وہ اپنے والدین، خاندان اور معاشرے میں اپنا نام روشن کرسکیں۔ انہیں ایسی تعلیم دلوائیں اور اسکول میں غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی صلاح دیں تاکہ معاشرے میں ہونے والی برائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکیں، اچھے، بُرے حالات میں اپنی حفاظت اور دفاع کرسکیں۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر

مولانا شیخ عقیل ندوی

دین اسلام کسی قوم اور ذات و برادری کا نام نہیں، بلکہ اسلام نام ہے، اس دین متین کا اور اس طریقہ پر زندگی گزارنے کا جو میرے، آپ کے اور ساری دنیا کے سچے رسول جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اور جو قرآن وحدیث میں بصراحت بتلایا گیا ہے۔ پس جو کوئی اس دینِ محمدیؐ کو اختیار کرے اور اس طریقہ پر چلے، وہی اصلی مسلمان ہے، اور جو لوگ نہ اس دین کو جانتے ہیں اور نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں وہ شریعت کی رو سے اصلی مسلمان نہیں ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوگیا کہ اصلی مسلمان بننے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ ہم دین اسلام کو جانیں اور کم سے کم اس کی ضروری اور بنیادی باتوں کا ہمیں علم ہو، دوسرے یہ کہ ہم ان کو مانیں اور ان کے مطابق چلنے اور زندگی گزارنے کا فیصلہ کریں، اسی کا نام حقیقت میں اسلام ہے اور مسلمان ہونے کا یہی مطلب ہے۔

اس لئے حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانی ایک مسلمان کی یہ پہچان بتلائی گئی ہے کہ: **المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده** یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں یعنی نہ اس کی زبان سے کسی کو تکلیف پہونچے اور نہ اس کے ہاتھ سے۔ مسلمان کہتے ہی ہیں اسی کو، جس میں یہ صفت پائی جائے۔ لہٰذا جس مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ نہ رہیں، حقیقت میں وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ نیز ایک مسلمان کے لئے صرف اتنی بات کافی نہیں ہیکہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کو اذیت وتکلیف نہ دے اور اس پر ظلم وزیادتی کے لئے دست درازی نہ کرے، بلکہ اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کا کام یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کے کام آئے، ان کی ضروریات وحاجات کو اپنی قدرت واستطاعت کی حد تک پورا کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ ارشادِ نبویؐ ہے: **من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته** یعنی جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت کا کام کرتا رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے کام بناتے رہیں گے اور اس کی ضروریات پوری کرتے رہیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی مشکل اور پریشانی میں مبتلا اور گرفتار ہوجائے تو اس کی پریشانی دور کرنے میں مدد کرے، یہ بھی ان اخلاق وعادات میں سے ہے، جن کی اسلام میں بڑی اہمیت اور فضیلت ہے۔

چنانچہ فرمانِ نبویؐ ہے: **ومن فرّج عن مسلم كربةً فرّج الله عنه بها كربة من كرّب يوم القيامة** مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان سے کسی تکلیف یا مشقت کی بات کو دور کرے یعنی وہ ایسا کام کردے جس سے کسی مسلمان کی مشکل آسان ہوجائے اور اس کی پریشانی ودشواری دور ہوجائے تو اس دور کرنے والے پر روزِ قیامت جو سختیاں اور پریشانیاں آنے والی ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی سختی اور پریشانی کو اس کے بدولت دور فرمادیں گے۔ الغرض دوسروں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا، ان کے دکھ درد میں ہمدرد بننا اور ان پر ترس کھانا نیز ان کی ضروریات کو پورا کرنا، یہ سب باتیں مسلمان کے فرائض میں داخل ہیں۔

آج ہم لوگ جس دور میں سانس لے رہے ہیں، وہ بڑا ہی نازک اور پُرفتن دور ہے، بلکہ یہ دور ایسا آگیا ہے کہ انسان انسان نہ رہا، انسان کے اندر انسانیت نام کی چیز نہیں، انسانیت کی قدریں بدل گئیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ اگر کسی انسان کو چلتے چلتے ٹھوکر بھی لگ جاتی اور وہ گر پڑتا تو دوسرا انسان اس کو اٹھانے، کھڑا کرنے اور سہارا دینے کے لئے آگے بڑھتا۔ علاوہ ازیں اگر سڑک پر کوئی حادثہ پیش آجاتا تو ہر طرف سے لوگ آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنے کی کوشش کرتے تھے، مگر آج ہمارے اس دور میں جو صورتحال ہوچکی ہے وہ بالکل اس کے برعکس ہے کہ کوئی تیز رفتار سواری اگر کسی شخص کو ٹکر مار کر چلی جاتی ہے اور وہ شخص ٹکر کھا کر چاروں شانے چت سڑک پر گر جاتا ہے، بیس سے پچیس گاڑیاں وہاں سے گزر کر رواں دواں ہوجاتی ہیں اور ہر گاڑی والا جھانک کر اس گرے ہوئے شخص کو دیکھتا اور آگے روانہ ہوجاتا ہے، اور بہت سے سر پھرے نوجوان ویڈیو میں لگ جاتے ہیں اور موبائل سے وائرل کردیتے ہیں، لیکن کسی اللہ کے بندے کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اس کی مدد کرے۔ اس کے باوجود آج کے لوگوں کو اپنے بارے میں مہذب اور شائستہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسلام تو بہت آگے کی چیز ہے لیکن ایسے موقع پر ایک انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی اتر کر کم سے کم دیکھ تو لے کہ اس کو کیا ٹھیس پہونچی ہے اور کہاں چوٹ لگی ہے اور پھر اس کی جتنی بھی مدد کرسکتا ہے کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: **المسلم اخو المسلم لا يظلمه و لا يسلمه** یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ ایک مسلمان یہ کام نہیں کرسکتا کہ وہ دوسرے مسلمان کو اس طرح بے یار ومددگار چھوڑ کر چلا جائے، بلکہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ دوسرے مسلمان کو کسی مصیبت میں گرفتار پائے یا کسی پریشانی ومشکل میں دیکھے تو حتی الامکان اس کی اس پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ خدائے پاک کا اعلان ہے کہ تم میرے بندوں کے کام میں لگے رہو، میں تمہارے کام لگا ہوا ہوں۔

حدیث کی شہرۂ آفاق کتاب بخاری شریف میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک فاحشہ عورت تھی، ایک مرتبہ وہ کہیں سے گزر رہی تھی۔ راستہ میں اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس کی وجہ سے زمین کی مٹی چاٹ رہا ہے، اس عورت کو اس مخلوق خدا پر رحم آگیا۔ قریب میں ایک کنواں تھا اس نے اپنے پاؤں سے چمڑے کا موزہ اتارا اور اس موزے میں کنویں سے پانی نکالا، اس پیاسے کتے کو پلا دیا۔ حالانکہ اس عورت نے اپنی ساری زندگی جسم فروشی اور طوائفی کے پیشہ میں پیش کردی، مگر اللہ تعالیٰ کو اس کا جذبۂ خدمت خلق کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس کی مغفرت فرمادی کہ میری مخلوق کے ساتھ تم نے محبت اور رحم کا معاملہ کیا تو ہم تمہارے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو مخلوق خدا کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ چاہے وہ حیوان ہی کیوں نہ ہو۔

مذکورہ بالا واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام روئے زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات کے ساتھ محبت اور رحم لی کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے: **الخلق عيال اللّٰه فاحب الخلق الى اللّٰه من أحسن الى عياله** مخلوق تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور مخلوق میں اللہ رب العزت کی نظر میں محبوب ترین وہی ہے، جو اس کے کنبے کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے طریقہ سے پیش آئے۔ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ دل میں مخلوق خدا کی طرف سے رحم اور ان کی محبت ہو۔ اگر یہ کام محض نام ونمود اور دکھاوے کے لئے ہو تو اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔ لیکن اگر یہ سوچا جائے کہ یہ مخلوق اللہ کی عیال اور اس کا کنبہ ہے، اس کے ساتھ کوئی بھلائی اور اچھائی کی جانی چاہئے اس پر منجانب اللہ اجر وثواب ملے گا، تب یہ کام قیمتی اور کارِ ثواب بن جائے گا۔ نیز اللہ کی محبت کا یہ حق ہے کہ اس کے بندوں سے اور اس کی مخلوق سے محبت کی جائے، اگر بندوں اور مخلوق سے محبت نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے محبت نہیں۔ ایک حدیث میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الراحمون یرحمہم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء یعنی رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے لہٰذا تو زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

اسلامی تہذیب کی حفاظت میں خواتین کا حصہ

زیبا اظہر

غیر اسلامی تہذیب وتمدن کے سلسلہ میں مسلمان خواتین کا موقف ایک روشن اور باعزت موقف تھا، اگر مسلمان خواتین کا یہ رویہ نہ رہا ہوتا تو مسلمان رہنماء اور حکام، سلاطین و بادشاہ اور اسلامی سپاہ کے کمانڈر، اسلامی سوسائٹی، اسلامی شخصیت اور اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت نہیں کرسکتے تھے، اگر تقویٰ شعار، امانت دار، شریف، پختہ ایمان والی خواتین، اسلامی تہذیب اور اسلامی تشخص کی حفاظت اور اس کے بقاء کے لئے مردوں کے ساتھ مکمل تعاون نہ کرتیں، اسلامی عائلی نظام کے قیام اور ایسے اسلامی گھر کی جو اسلامی تربیت کے زیر اثر پروان چڑھ رہا ہو اور جہاں پاکیزگی محبت وامن کی فضا ہو، تعمیر میں مردوں کا ہاتھ نہ بٹائیں، اگر خدا کی باعزت صالح اور نیک بندیاں جو اسلامی تشخص کی پاسبان ہیں باعزت اور شریف مردوں کی مدد نہ کرتیں اور ان کو سہارا نہ دیتیں تو مسلمانوں کو اپنے اسلامی تشخص، اسلامی تہذیب وتمدن کے ساتھ باقی رہنا مشکل تھا، ان خواتین کا اسلامی تشخص کی حفاظت ہی نہیں، بلکہ اسلامی وجود کے بقاء میں بڑا حصہ ہے، ان کی حفاظت کے نتیجہ میں دین اپنی تہذیب وتمدن اپنی معاشرت واخلاق، اپنے اقدار وتصورات کے ساتھ صحیح وسالم ہم تک پہنچا۔

جہاد میں عورتوں کی خدمات: عورتوں کی شجاعت اور ہمت کی ایک مثال دینا چاہتی ہوں، آپ سب نے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نام سنا ہوگا، حضرت زبیر بن عوام صحابی جلیل ہیں، اور عشرہ مبشرہ میں ہیں، ان دس خوش قسمت افراد میں ہیں، جن کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر بڑے عالم، بڑے فقیہ اور بڑے بہادر تھے، انہوں نے عبدالملک بن مروان کا مقابلہ کیا، اس کی حکومت نہج نبوت سے ہٹ گئی تھی تو آپ نے کوشش کی کہ اس کو منہاج نبوت پر لے آئیں، اور عبدالملک بن مروان کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے سخت مقابلہ ہوا اور وہ شہید ہوگئے، اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پھانسی پر لٹکا دیا اور کہا جب تک ان کی ماں سفارش نہیں کریں گی، انہیں نہیں اتاروں گا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما صحابی ہیں، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ذات النطاقین خلیفۂ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، لوگوں سے یہ منظر دیکھا نہیں جاتا تھا، آنکھوں میں آنسو آجاتے، لوگ تڑپ تڑپ کر روتے تھے، مجبور ہوکر ان کی والدہ صاحبہ کے پاس آئے اور کہا خدا کے لئے ہم پر رحم کھایئے، آپ کی ہمت میں تو کوئی فرق نہیں، کوئی فقرہ تو ایسا کہہ دیجئے جس سے ہم یہ منظر دیکھنے سے محفوظ ہوجائیں تو آپ جانتے ہیں کہ، اللہ کی اس بندی نے کیا فقرہ کہا: ''کیا اس شہسوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ وہ پیدل ہوجائے۔'' کن لفظوں میں کہا! اس وقت بھی ان کی بہادری اور شجاعت دیکھئے، کہتی ہیں کہ کیا ابھی اس شہسوار کے لئے وقت نہیں آیا ہے کہ گھوڑے سے اترے۔ حجاج بھی انتظار میں تھا، اس کو بھی لعنت پڑ رہی تھی اور اس نے اس کو بہانہ بنالیا اور اتارنے کا حکم دیا۔

حضرت خنساء کا صبر و استقامت: آپ نے حضرت خنساءؓ کا نام سنا ہوگا، وہ عربی زبان کی لازوال اور غیر فانی شاعرات میں سے ہیں، ان کے بھائیوں کا انتقال ہوگیا تھا، ان کے لئے ایسے دلدوز مرثیے کہے کہ ان مرثیوں کی نظیر عربی مراثی میں نہیں بلکہ عالمی مراثی کے ذخیرے میں ملنا مشکل ہے، میں عربی ادب کا طالب علم ہوں، اس کو پڑھا ہے، یاد کیا ہے، ان کا یہ واقعہ اسلام سے پہلے کا ہے، یہی حضرت خنساءؓ جب اسلام لے آئیں تو دیکھئے اسلام نے نفسیات میں کیا انقلاب برپا کردیا کہ اللہ کی بندی نے اپنے بھائیوں پر رونا شعار بنالیا تھا، اور ایسے ایسے مرثیے کہے تھے کہ سننے والا رونے لگتا تھا اور ان کی شاعری اسی پر مرکوز ہوگئی تھی، لیکن بہرحال بھائی اور بیٹے میں فرق ہوتا ہے، بیٹا جگر کا ٹکڑا ہوتا ہے، ہزار بھائی سے محبت، لیکن بیٹا تو جسم کا ایک جز ہوتا ہے، ایک غزوہ کے موقع پر اپنے بیٹوں کو بلایا اور ایک ایک کو رخصت کیا اور کہا بیٹا پیٹھ نہ دکھانا، میں نے اس دن کے لئے تم کو دودھ نہیں پلایا تھا، اس کے بعد ایک ایک کی شہادت کی خبر سنتی رہیں اور جب آخری بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: ''اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کی شہادت سے سرفراز فرمایا اور اس کو عزت بخشی۔'' (ماخوذ: خواتین اور دین کی خدمت)

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

مسجد اقصیٰ معاملے میں سلامتی کونسل کا کارروائی سے گریز

اسرائیل کے انتہائی دائیں بازو کے رہنما اور سلامتی کے وزیر اتمار بین گویر گزشتہ ہفتے مسجد اقصیٰ کے احاطے میں داخل ہوگئے تھے، جسے فلسطینی رہنماؤں نے ''غیر معمولی اشتعال انگیز اقدام'' قرار دیا تھا اور مسلم ملکوں کے علاوہ دنیا کے دیگر ملکوں نے بھی اس کی مذمت کی تھی۔ چین اور متحدہ عرب امارات نے اس واقعے پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تھا۔ ہنگامی اجلاس میں سلامتی کونسل نے مسجد اقصیٰ کی صورت حال کو جوں کا توں برقرار رکھنے پر زور دیا تاہم اس نے اسرائیلی رہنما اتمار بین گویر کے متنازعہ اقدام کے حوالے سے کسی طرح کی کارروائی کرنے سے گریز کیا۔ دوسری طرف فلسطینی سفیر ریاض منصور نے بین گویر کی اشتعال انگیز حرکتوں کے تناظر میں سلامتی کونسل سے اسرائیل کے خلاف کارروائی کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ سلامتی کونسل آخر اسرائیل کی طرف سے کس حد کو پار کرنے کا انتظار کر رہا ہے، اب تو انتہا ہو چکی ہے۔ فلسطینی سفیر نے کونسل کی جانب سے کسی طرح کی کارروائی نہیں کیے جانے پر مایوسی کا اظہار کیا اور متنبہ کیا کہ اس سے صورت حال قابو سے باہر ہو سکتے ہیں۔ (ایجنسی)

گھانا میں چینی جہازوں پر بدسلوکی، بدعنوانی اور موت کے الزامات

ای جے ایف کی ایک حالیہ تحقیقاتی رپورٹ میں گھانا میں چین کے ڈِسٹینٹ واٹر فشنگ (ڈی ڈبلیو ایف) کے بیڑے کی غیر قانونی، غیر رپورٹ شدہ اور بے ضابطہ ماہی گیری، اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ چین کے ڈی ڈبلیو ایف بیڑے کی ملکیت اور آپریشنل کنٹرول پیچیدہ اور مبہم ہے، اور یہ دنیا کا سب سے بڑا بیڑا ہے۔ برطانیہ میں قائم اینوائرمنٹل جسٹس فاؤنڈیشن (ای جے ایف) کا کہنا ہے کہ گھانا میں کام کرنے والے کم سے کم 90 فیصد صنعتی ٹرالر چینی کارپوریشنوں کی ملکیت ہیں، جو مقامی ماہی گیر بحری جہازوں کی ملکیت سے متعلق گھانا کے قوانین کی خلاف ورزی ہے، ان جہازوں کی ایک بڑی تعداد غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث رہی ہے۔ ای جے ایف نے عملے کے 36 ارکان سے بات کی جنھوں نے بتایا کہ انھیں 14 گھنٹے سے زیادہ کام کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور کھانا بھی ناکافی دیا گیا تھا، 94 فیصد نے ناکافی دوا ملنے یا زبانی بدسلوکی کی شکایت کی، 86 فیصد نے بتایا کہ زندہ رہنے کے لیے حالات سازگار نہیں، 81 فیصد نے جسمانی تشدد کا سامنا کیا تھا، 75 فیصد کو سمندر میں شدید چوٹیں آئی تھیں۔ رپورٹ کے ردعمل میں چینی سفارت خانے کا کہنا تھا کہ وہ ماہی گیری کرنے والا ایک ذمہ دار ملک ہے اور اسنے غیر قانونی، غیر رپورٹ شدہ اور بے ضابطہ ماہی گیری کے خلاف کریک ڈاؤن میں ہمیشہ بین الاقوامی برادری کے ساتھ مل کر کام کیا ہے اور غیر قانونی ماہی گیری کے خلاف اقدام کیے ہیں۔ (بی بی سی)

کینیڈا میں غیر ملکیوں کے گھر خریدنے پر پابندی

کینیڈا میں غیر ملکیوں کے گھر خریدنے پر دو سال کی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس پابندی کا مقصد دنیا میں گھروں کی سب سے زیادہ مہنگی اور ناقابلِ خرید مارکیٹ پر دباؤ کو کم کرنا ہے۔ اس سال موسم گرما تک کینیڈا میں ایک گھر کی اوسط قیمت 7 لاکھ 77 ہزار 200 کینیڈین ڈالر تھی جو کہ کسی متوسط طبقے کے فرد کی ٹیکس کے بعد بچ جانے والی آمدنی سے 11 گنا زیادہ ہے۔ کچھ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ واضح نہیں کہ اس پابندی سے کینیڈا کی ہاؤسنگ مارکیٹ پر کیا فرق پڑے گا۔ اونٹاریو اور برٹش کولمبیا جہاں قومی شماریات کے مطابق گھروں کی قیمتیں سب سے زیادہ ہیں، وہاں کے رہائشیوں میں غیر ملکی مالک مکان صرف چھ فیصد ہیں۔ یکم جنوری سے اب کینیڈا میں غیر ملکی افراد اور وہ افراد جو کینیڈا کے مستقل رہائشی نہیں، وہاں جائیداد نہیں خرید سکتے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو 10 ہزار کینیڈین ڈالر کا جرمانہ کیا جائے گا۔ دسمبر کے آخری دنوں میں اس پابندی کے لاگو ہونے سے محض 11 دن پہلے کینیڈا کی حکومت نے قواعد میں کچھ لوگوں کو اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا، جن میں غیر ملکی طلبہ جو کم از کم پانچ سال سے ملک میں ہیں، پناہ گزین اور عارضی ورک پرمٹ والے افراد شامل ہیں۔ (بی بی سی لندن)

اسرائیل میں 40 برس کی طویل ترین قید کاٹنے والا فلسطینی قیدی رہا

اسرائیل میں طویل عرصے تک قید رہنے والے فلسطینی قیدیوں میں سے ایک کریم یونس کا، 40 سال کی سزا مکمل کرنے کے بعد اپنے گھر پہنچنے پر سینکڑوں حامیوں نے استقبال کیا۔ انہیں ایک اسرائیلی فوجی کو اغوا اور قتل کرنے کے جرم میں قید کی سزا دی گئی تھی۔ کریم یونس نے کہا کہ یہ 40 سال قیدیوں کی کہانیوں سے بھرے ہوئے تھے اور ہر کہانی ایک قوم کی کہانی ہے۔ مجھے فلسطین کے لیے قربانیاں دینے والوں میں سے ایک ہونے پر بہت فخر ہے۔ یونس کریم نے مزید کہا ہم فلسطین کی خاطر مزید قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ یونس کو 1983 میں اسرائیل کے زیر قبضہ گولان کی پہاڑیوں میں فوجی ابراہم برومبرگ کو قتل کرنے کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ (وائس آف امریکہ)

امریکہ نے ترکی کے نئے نام ترکیہ کو باضابطہ طور پر اپنا لیا

امریکی حکومت اور اس کے سفارت کار مستقبل کے اپنے بیانات میں ترکی کے نئے نام ''جمہوریہ ترکیہ'' کا حوالہ دیا کریں گے۔ ترک حکومت کی جانب سے نام کی تبدیلی کی درخواست کے کئی ماہ بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ امریکہ نے بھی سرکاری سطح پر اپنے نیٹو اتحادی ملک ترکی کے نام کی تبدیل شدہ شکل کو اپنا لیا ہے۔ واضح رہے کہ ترکی نے حال ہی میں اپنا نام بدل کر ترکی کے بجائے ترکیہ کر لیا تھا۔ ترک صدر رجب طیب اردوغان کی حکومت نے دنیا کے تمام ممالک اور بین الاقوامی اداروں سے نام کی تبدیلی کو اپنانے کے لیے کہا تھا، جس کے بعد یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ شمالی امریکی ممالک میں ترکی (Turkey) ایک پرندے کا نام ہے جو ایک مرغوب غذا بھی ہے، نام میں تبدیلی اسی مماثلت سے بچنے کی ایک کوشش ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

جلد ہی آکسفورڈ، ییل اور اسٹینفورڈ یونیورسٹیوں کی ڈگری ہندوستان میں ملے گی

اگر آپ آکسفورڈ، ییل اور اسٹینفورڈ یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو اب اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ملک سے باہر جایا جائے۔ یعنی ہندوستان میں رہ کر بھی ان یونیورسٹیوں کی ڈگری مل سکتی ہے۔ مرکزی حکومت نے ہندوستان میں ہی ان بیرون ملکی یونیورسٹیوں کے کیمپس کھولنے اور ڈگری فراہم کرنے کی اجازت دینے کی سمت میں پیش قدمی کی ہے۔

دراصل یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) نے عوامی ردعمل کے لیے ایک ڈرافٹ پیش کیا ہے۔ یہ ڈرافٹ ملک میں پہلی بار بیرون ملکی تعلیمی اداروں کی انٹری اور اس کے مینجمنٹ کا راستہ ہموار کرے گا۔ ڈرافٹ کے مطابق بیرون ملکی یونیورسٹیوں کے مقامی کیمپس ہی گھریلو اور بیرون ملکی طلبہ کے داخلے سے متعلق اصول، فیس اور اسکالرشپ پر فیصلہ لیں گے۔ علاوہ ازیں ان اداروں کو فیکلٹی اور اسٹاف کی تقرری کے لیے پوری چھوٹ دی جائے گی۔

اس تعلق سے این ڈی ٹی وی میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مرکزی حکومت نے ہندوستان میں بیرون ملکی یونیورسٹی کی انٹری کے لیے اصولوں میں بڑی تبدیلی کرنے کا فیصلہ لیا ہے۔ حکومت کا زور ہے کہ ہندوستانی طلبہ کو کم خرچ میں بیرون ملکی یونیورسٹیز کی اعلیٰ تعلیم دی جائے۔ مرکزی حکومت کی نئی پیش قدمی سے ملک میں رہ کر ہی نوجوانوں کو دنیا کی سرکردہ یونیورسٹیز سے جڑنے کا موقع مل سکے گا۔

بہر حال، یو جی سی کے مسودہ کو قانون کی شکل دینے سے پہلے منظوری کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا۔ یو جی سی چیئرمین پروفیسر ایم جگدیش کمار کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ شروع میں 10 سال کے لیے کیمپس قائم کرنے کی منظوری دی جائے گی اور اس کے بعد اسے بڑھایا جائے گا۔ جب کسی بیرون ملکی ادارہ کو کیمپس شروع کرنے کی منظوری مل جائے گی تو اس کو منظوری ملنے کے دو سال کے اندر ہندوستان میں کیمپس قائم کرنا ہوگا۔ یو جی سی نے مزید کہا کہ قومی تعلیمی پالیسی (NEP) 2020 کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مختلف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ کمیشن نے یہ ضوابط وضع کیے ہیں جو غیر ملکی اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لیے ہندوستان میں کیمپس قائم کرنے میں آسانی پیدا کریں گے کیونکہ پالیسی کا مقصد دنیا کی معروف یونیورسٹیوں کے لیے یہاں کام کرنا آسان بنانا ہے۔

میڈیکل انٹرنس ٹیسٹ کے انعقاد کیلئے نئے بورڈ کی تجویز

مرکزی وزارت صحت اور خاندانی بہبود (MOHFW) نے نیشنل میڈیکل کمیشن (NMC) ایکٹ 2019 میں ترمیم کی تجویز پیش کی ہے۔ اس ترمیم کے تحت میڈیکل انٹرنس ٹیسٹ کے لیے ایک نئے بورڈ کے قیام کی راہ ہموار ہوگی۔ نیشنل میڈیکل کمیشن (ترمیمی) بل 2022 کے تحت ایک خود مختار بورڈ ''بورڈ آف ایگزامینیشنز ان میڈیکل سائنسز'' (Board of Examinations in Medical Sciences) کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ جو کہ نافذ العمل ہونے پر NExT امتحان کے انعقاد کے لیے ذمہ دار ہوگا۔ وزارت نے مسودہ بل پر 30 دنوں کے اندر تبصرے بھی طلب کیے ہیں۔ فی الحال نیشنل بورڈ آف ایگزامینیشنز ان میڈیکل سائنسز (NBEMS) کو نیٹ پی جی، ایف ایم جی ای اور نیٹ ایس ایس کے انعقاد کا ذمہ داری دی گئی ہے۔ مجوزہ NExT امتحان پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کورسز میں داخلے کے لیے ایک داخلہ ٹیسٹ ہے۔ جو کہ جدید طب کی مشق کے لیے لائسنسی امتحان ہوگا۔

این ٹی پی سی نے پی این جی نیٹ ورک میں پہلا گرین ہائیڈروجن بلینڈنگ آپریشن شروع کیا

این ٹی پی سی لمیٹڈ نے ہندوستان کے پہلے گرین ہائیڈروجن بلینڈنگ پروجیکٹ کا آغاز کیا ہے۔ یہ منصوبہ این ٹی پی سی اور گجرات گیس لمیٹڈ (جی جی ایل) کی مشترکہ کوشش ہے۔ این ٹی پی سی اور جی جی ایل نے 30 جولائی 2022 کو وزیر اعظم ہند کی طرف سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد اس سنگ میل کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل محنت کی ہے۔ یہ سیٹ اپ قدرتی گیس کی فراہمی کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اس میں گرین ہائیڈروجن پہلے سے نصب 1 میگاواٹ کے تیرتے سولر پروجیکٹ سے بجلی کا استعمال کرتے ہوئے پانی کے الیکٹرولائسز کے ذریعے بنایا گیا ہے۔ پٹرولیم اینڈ نیچرل گیس ریگولیٹری بورڈ (پی این جی آر بی)، ریگولیٹری باڈی نے 5 فیصد وی او ایل/ وی او ایل کی منظوری دے دی ہے۔ پی این جی کے ساتھ گرین ہائیڈروجن کی ملاوٹ شروع کرنے کے لیے اور بلینڈنگ لیول کو مرحلہ وار بڑھا کر کے 20 فیصد تک پہنچایا جائے گا۔ گرین ہائیڈروجن جب قدرتی گیس کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو یہ سی او 2 کے اخراج کو کم کرتا ہے اور خالص حرارتی مواد کو یکساں رکھتا ہے۔ اس کارنامہ کو کامیابی کیساتھ صرف چند منتخب ممالک نے کیا ہے جن میں برطانیہ، جرمنی، اور آسٹریلیا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ہندوستان کو عالمی ہائیڈروجن معیشت کے مرکزی مرحلے پر لے آئے گا۔ ہندوستان نہ صرف اپنے ہائیڈروکاربن کے درآمدی بل کو نمایاں طور پر کم کرے گا بلکہ دنیا کو سبز ہائیڈروجن اور سبز کیمیکل برآمد کرنے والا ملک بن کر غیر ملکی کرنسی کو بھی راغب کر سکتا ہے۔

کے وائی سی اپڈیٹ کے لیے بینک جانے کی ضرورت نہیں: آر بی آئی

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے کہا ہے کہ بینک صارفین نے اگر درست دستاویزات جمع کرائے ہیں اور ان کے پتے میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے تو انہیں اپنے ''کے وائی سی'' (اپنے کسٹمر کو جانیں) کی تفصیلات کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے بینک جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر KYC تفصیلات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے تو اکاؤنٹ ہولڈر اپنے ای میل آئی ڈی، رجسٹرڈ موبائل نمبر، اے ٹی ایم یا کسی دوسرے ڈیجیٹل ذریعے (آن لائن بینکنگ/ نیٹ بینکنگ/ موبائل اپلیکیشن) سے خود جمع کر سکتے ہیں۔ آر بی آئی کے گورنر شکتی کانت داس نے کہا تھا کہ بینکوں کو کے وائی سی کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے صارفین کو بینک برانچ میں آنے کے لیے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ پتہ کی تبدیلی کی صورت میں، صارف مندرجہ بالا ذریعہ سے اپ ڈیٹ شدہ پتہ دے سکتا ہے، جس کے بعد بینک دو ماہ کے اندر نئے پتے کی تصدیق کرے گا۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جاڑے میں ضرورت مندوں کو گرم کپڑے فراہم کرنا بڑی انسانی خدمت: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کی جانب سے ہر سال سردی کے موقع پر ضرورت مندوں اور محتاجوں کے درمیان کمبلوں اور گرم کپڑوں کی تقسیم کی جاتی ہے، امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت کے مطابق اور نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی خصوصی توجہ سے ہر سال کی طرح اس سال بھی یہ کار خیر شروع کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اہل خیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کار خیر میں امارت شرعیہ کا تعاون کریں۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے ذیلی دار القضاء کے قضاۃ، بلاک، اور ضلع کے صدور و سکریٹریز اور نقباء حضرات کو متوجہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مقامی اہل خیر کے تعاون سے اپنے علاقہ میں ضرورت مندوں کے درمیان کمبل تقسیم کا انتظام کریں اور اس کی اطلاع مرکزی دفتر کو بھی کریں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام ہمدردی، غمگساری، ضعیفوں کی امداد، نیکی اور پرہیز گاری کا مذہب ہے، جو یہ بتاتا ہے کہ محتاجوں اور بے سہاروں کو سہارا دینا، ضعیفوں کی امداد اور خدمت خلق دین اور دنیا دونوں کے لیے نافع اور مفید ہے، اور ضعیفوں اور کمزوروں کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرنا اور انکی امداد انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے، اس اہم خدمت کی ادائیگی کی طرف امارت شرعیہ، بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ، نے ہمیشہ توجہ کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان دنوں سخت سردی کا موسم ہے، بہت سارے خدا کے بندے ایسے ہیں، جن کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ہے، وہ گرم کپڑے اور ضروریات زندگی سے محروم ہیں، ایسے لوگوں کی جانی و مالی مدد کرنا بڑی انسانی خدمت ہے۔ انسانی خدمت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تو آپ کی تعریف میں یہ الفاظ کہے: ”آپ تو رشتہ داریوں کو جوڑتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، اپنی کمائی سے محتاجوں کی مدد کرتے ہیں اور مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔“

قرآن کریم اور احادیث میں خدمت خلق اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنے کا بڑا اجر ذکر کیا گیا ہے۔ جو شخص لوگوں کی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور اسے راہ راست پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ، وسلم دل و جان سے ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیا کرتے تھے، لہذا اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبارک عادت کو اپنانا دنیا و آخرت میں ہماری کامیابی و بامرادی کا سبب ہوگا۔ جناب قائم مقام ناظم صاحب نے اہل خیر حضرات سے اپیل کی کہ وہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی طرف سے ضرورت مندوں کے بیچ کمبل اور گرم کپڑے تقسیم کریں اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ اور اگر کوئی صاحب امارت شرعیہ کے واسطہ سے ضرورت مندوں تک اپنا تعاون پہونچانا چاہتے ہیں تو وہ براہ راست امارت شرعیہ کے بیت المال میں رقم ٹرانسفر کر سکتے ہیں یا کمبل خرید کر امارت شرعیہ تک پہونچا سکتے ہیں، ان شاء اللہ ان کی طرف سے مستحقین تک پہونچا دیا جائے گا۔

وفاق سے ملحق مدارس وقت پر نصاب پورا کر لیں: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

وفاق المدارس الاسلامیہ کے ناظم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ نے اپنے اخباری بیان میں فرمایا وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کے سالانہ امتحان کی تیاریں شروع ہوگئی ہیں، جلد ہی امتحان کا شیڈول جاری کیا جائے گا، انہوں نے بتایا کہ سوالات کا خاکہ بنانے کے لیے بھی ممتحنین کا انتخاب کر لیا گیا ہے، تمام ملحقہ مدارس کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ وہ وقت پر نصاب پورا کر لیں، اس لیے کہ سوالات مقدار خواندگی کے اعتبار سے نہیں آئیں گے بلکہ ان میں پورے نصاب کا احاطہ ہوگا۔ انہوں نے ملحقہ مدارس کے ذمہ داران سے یہ بھی گزارش کی ہے کہ وہ درجات کے اعتبار سے طلبہ کی تعداد اور امتحان فیس جلد از جلد وفاق کے دفتر میں جمع کرا دیں۔ اس سلسلہ میں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی صدارت میں وفاق کے ذمہ داران کی میٹنگ ہو چکی ہے اور جلد ہی فیصلوں سے تمام ملحق مدارس کے ذمہ داران کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ سے دو سو تہتر (۲۷۳) مدارس ملحق ہیں، اور یہ ان مدارس کے نصاب، نظام تعلیم اور نظام امتحان میں یکسانیت پیدا کرنے، تعلیم کو ہر اعتبار سے معیاری اور پر کشش بنانے نیز مدارس کے طلبہ میں مسابقاتی مزاج پیدا کرنے کے لیے ۱۹۹۶ء سے سرگرم عمل ہے۔

ارریہ کے آتش زدگان کے درمیان حضرت نائب امیر شریعت کے ہاتھوں چیک کی تقسیم

امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر مورخہ 5 جنوری 2023ء کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کی جانب سے ضلع ارریہ کے جھوا گاؤں میں آگ زنی سے متاثر افراد کے درمیان نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کے ہاتھوں بطور عبوری راحت تین تین ہزار روپئے کا چیک تقسیم کیا گیا۔ اس موقع پر نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب، نائب قاضی شریعت دار القضاء ارریہ مولانا سرفراز رحمانی، سماجی کارکن جناب ماسٹر جعفر رحمانی ارریہ، جناب امتیاز انیس عرف لڈو، جناب فضل الرحمٰن عرف راجا منظر خان و دیگر حضرات شامل رہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی دو ہفتہ قبل ان متاثرین کے درمیان کمبل، ساڑی اور گرم کپڑے تقسیم کیئے گئے تھے۔

قاضی نور الحسن میموریل ہنر سنٹر کی کامیاب طالبات کے درمیان اسناد کی تقسیم

امارت شرعیہ کی نگرانی میں چلنے والے قاضی نور الحسن میموریل ہنر سنٹر کی چالیس کامیاب طالبات کے درمیان قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب اور سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ اور دیگر معزز مہمانوں کے ذریعہ اسناد کی تقسیم کی گئی۔ اس موقع پر قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے شروع دن سے تعلیم پر توجہ مرکوز کی ہے، مذہبی علوم کے ساتھ عصری علوم کے ادارے قائم کیے، اسی طرح روزگار فراہم کرنے کی غرض سے بھی کئی ادارے کھولے ہیں۔ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کے لئے بھی تعلیم اور ہنر سکھانے کے لیے کئی اقدامات کئے ہیں، جن میں سے ایک قاضی نور الحسن میموریل ہنر سنٹر پھلواری شریف بھی ہے جو پندرہ سالوں سے قوم و ملت کی لڑکیوں کو ہنر مند اور خود کفیل بنانے کی کوشش میں ہے، اس سنٹر میں ماہر معلمات کے ذریعہ طالبات کو سلائی کڑھائی کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ الحمد اللہ اب تک اس سنٹر سے سیکڑوں طالبات ہنر مند بن چکی ہیں۔ آج اسی سلسلہ کی یہ نشست ہے، جس میں ابھی ختم ہونے والے چھ ماہی سیشن میں کامیاب چالیس طالبات کو سند جاری کی جا رہی ہے۔

مولانا سہیل احمد ندوی صاحب سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ و نائب ناظم امارت شرعیہ اور مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے کامیاب طالبات کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے جو ہنر سیکھا ہے اسے باقی رکھیں تا کہ آپ خود کفیل زندگی گذار سکیں اور اپنے ہاتھوں کی حلال روزی آپ کو مل سکے، محنت کرنا اور رزق حلال تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، نوجوان عالم دین اور صحافی مولانا شاہ نواز بدر قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کی یہ خدمات لائق قدر و منزلت ہیں، امارت شرعیہ ملت کی بیٹیوں کو ہنر مند بنانے کے لئے کوشاں ہے، ان خدمات کو ہر جگہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔ تقسیم اسناد کی اس تقریب میں جناب عرفان الحق صاحب پرنسپل امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ ایلکٹرونکس، جناب عارف اقبال صاحب صحافی ای ٹی وی بھارت کے علاوہ دیگر معززین شہر بھی موجود رہے۔

مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے رکشہ اور ٹھیلا چلانے والے غرباء کے درمیان کمبل کی تقسیم

امارت شرعیہ کی جانب سے ہر سال کی طرح اس سال بھی سردی کے موقع پر ضرورت مندوں اور محتاجوں کے درمیان کمبل کی تقسیم کا سلسلہ کئی روز سے جاری ہے۔ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت کے مطابق ذمہ داران امارت شرعیہ اور معززین شہر کے ذریعہ پٹنہ کے اطراف میں غرباء و مساکین کی مختلف بستیوں میں جھگی جھوپڑی میں رہنے والوں کے درمیان کمبل تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ امارت شرعیہ کے مختلف قضاۃ اور ضلعی صدر و سکریٹری حضرات اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، اور غرباء کی راحت رسانی میں مصروف ہیں۔ مرکزی دفتر میں بھی مقامی ضرورت مندوں کے درمیان کمبل کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اسی ضمن میں آج مورخہ 4 جنوری 2023ء کو مرکزی دفتر پھلواری شریف میں غریب مزدور، رکشہ اور ٹھیلہ والوں کے درمیان حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی، نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مفتی امارت شرعیہ مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی سہراب عالم ندوی، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، نائب قاضی شریعت مفتی وصی احمد قاسمی، انچارج بیت المال جناب سمیع الحق صاحب، معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی، آفس سکریٹری دفتر نظامت مولانا ارشد رحمانی، نائب مدیر نقیب مولانا رضوان احمد ندوی، قاضی فخر الدین صاحب قاضی شریعت شیوہر، مولانا ممتاز احمد صاحب و دیگر ذمہ داران و کارکنان کے ذریعہ کمبل تقسیم کیا گیا۔

اس کے علاوہ پھلواری شریف کے مضافاتی سلم علاقوں میں جھگی جھونپڑی میں رہنے والوں کے درمیان بھی کمبل کی تقسیم ذمہ داران امارت شرعیہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس موقع سے حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے اہل خیر حضرات سے بھی اپیل کی کہ وہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی طرف سے ضرورت مندوں کے بیچ کمبل اور گرم کپڑے تقسیم کریں اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ خاص طور سے آپ نے امارت شرعیہ کے نقباء، ذیلی دفاتر کے قضاۃ، بلاک اور ضلع کے صدور و سکرٹریز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں مقامی اہل خیر کے تعاون سے غرباء و ضرورت مندوں کے درمیان کمبل کی تقسیم کا نظم کریں۔ جو اہل خیر امارت شرعیہ کے واسطہ سے غرباء کے درمیان کمبل تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو وہ بیت المال میں براہ راست رقم بھیج سکتے ہیں یا کمبل خرید کر بھی دفتر بھجوا سکتے ہیں، ان شاء اللہ وہ ضرورت مند تک پہونچا دیا جائے گا۔

عبادت گاہوں سے متعلق قانون میں تبدیلی کا اندیشہ

سینئر صحافی انیل جین نے اپنے خصوصی تجزیاتی رپورٹ میں کہا ہے کہ آنے والے وقت میں مرکزی حکومت عبادت گاہوں سے متعلق قانون میں تبدیلی کر سکتی ہے۔ حالانکہ حکومت کو اس کی فوری ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس قانون کے موجود ہونے کے باوجود ہی عدالتیں مذہبی مقامات کے حوالے سے ایسے احکامات دے رہی ہیں، جو ان کی نوعیت کو بدل سکتے ہیں۔ وارانسی کی گیان واپی مسجد کے بعد اب متھرا کی ایک عدالت نے شری کرشن جنم بھومی اور شاہی عیدگاہ کے درمیان تنازع میں سروے کرانے کا حکم دیا ہے۔ اس سے پہلے، جب وارانسی میں سروے کا حکم دیا گیا تھا، تو دوسرے فریق نے بابری مسجد کے انہدام کے بعد بنائے گئے عبادت گاہوں سے متعلق ایکٹ کا حوالہ دیا تھا جس کے مطابق کسی بھی عبادت گاہ کی 1947 کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ تب عدالت نے اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ قانون کسی مذہبی مقام کے سروے کو نہیں روکتا۔

یہ بھی کہا گیا تھا کہ سروے کرنے سے مذہبی مقام کی نوعیت نہیں بدلتی، اعلیٰ عدالتوں نے بھی اس دلیل کو مان لیا۔ اسی دلیل کی بنیاد پر متھرا میں بھی سروے کا حکم دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر سروے کے ذریعے یہ ثابت ہو جائے کہ گیان واپی مسجد کے مقام پر ایک مندر تھا اور جس چشمے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ وہ شیولنگ تھا تو کیا ہوگا؟ یا اگر سروے میں پتہ چلا کہ شری کرشن کی جائے پیدائش کے مقام پر ایک شاہی عیدگاہ ہے تو کیا ہوگا؟ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پھر ان دونوں جگہوں کو ہندوؤں کے حوالے کرنے کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔ جب یہ مسئلہ عدالتوں کی سماعت سے پوری طرح گرم ہو جائے گا، تو پھر اس بات کا قوی امکان ہیکہ حکومت عبادت گاہوں سے متعلق قانون میں تبدیلی کر دے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو مستقبل میں ایک بہت بڑے فتنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں افتتاح درس اور تقسیم انعامات کی تقریب کا انعقاد

نائب امیر شریعت کی صدارت میں ہوا اجلاس، وزیر اقلیتی فلاح حکومت بہار جناب زماں خان بھی ہوئے شریک

رپورٹ: سید محمد عادل فریدی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تحت چلنے والے مقبول ومعروف ادارہ مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف میں مورخہ 02 جنوری 2023 کو نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی صدارت میں 2022-2023 کے تعلیمی سال کے لیے درس کے افتتاح اور گزشتہ تعلیمی سال میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات سے نوازنے کے لیے جلسہ برائے افتتاح درس و تقسیم انعام کا انعقاد کیا گیا۔ اس اجلاس میں وزیر برائے اقلیتی فلاح حکومت بہار جناب زماں خان صاحب بھی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ اجلاس کا آغاز بی ایم ایل کے 2022 بیچ کے طالب علم صداء اللہ فیضی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جبکہ مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کیا۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مولانا منت اللہ پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے ایڈمنسٹریٹر جناب ڈاکٹر سید نثار احمد صاحب اور انسٹی ٹیوٹ کے موقر استاذ جناب حسیب رضا صاحب نے انجام دیا۔

اپنے صدارتی خطاب میں حضرت نائب امیر شریعت مدظلہ نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا، ساتھ ہی کامیاب ہونے والے تمام طلبہ وطالبات کو مبارکباد پیش کی، نیک خواہشات کا اظہار کیا اور ان کے روشن مستقبل کے لیے دعائیں دیں، نیز نئے داخل شدہ طلبہ کو قیمتی نصیحتیں کیں۔ آپ نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ جو طلبہ انعام کے حقدار ہوئے ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، لیکن جو نہیں ہوئے ہیں وہ مایوس نہ ہوں بلکہ ہر طالب کوشش کرے اور محنت کرے کہ اس کا نام بھی ایوارڈ یافتہ میں شامل ہوجائے۔ آپ نے کہا کہ نیت کو درست کرکے، ہدف اور منصوبہ کی تعیین کرکے صحیح مقصد اور صحیح فکر کے ساتھ صحیح سمت میں محنت کیجائے گی تو کامیابی ضرور ملے گی۔ آپ نے طلبہ کو مطالعہ اور محنت کی عادت ڈالنے کی تلقین کی۔ آپ نے کہا کہ دین وملت، ملک اور پوری انسانیت کو فائدہ پہونچانے کی نیت سے تعلیم حاصل کیجیے، کیوں کہ بہتر انسان وہی ہے، جو سب سے زیادہ انسانوں کے لیے مفید ہے۔ آپ نے کہا کہ طلبہ کے لیے لگاتار سیکھنے کا جذبہ، سنجیدگی، وقار، متانت اور ڈسپلن لازمی ہے، آپ لوگ جس ادارہ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں اس کو امارت شرعیہ اور اکابر علماء سے نسبت حاصل ہے، اس نسبت کا احترام کیجیے، اپنے رہن، سہن، چال چلن، رکھ رکھاؤ، برتاؤ اور رویہ، اخلاق و کردار، طور طریقہ، نشست و برخاست اور علم وعمل سے اس ادارہ کی شان بڑھائیے اور امارت شرعیہ کے پیغام کو اپنے کردار وعمل سے عام کیجیے۔ آپ ہماری امید وحوصلہ ہیں، آپ ملک کے مستقبل ہیں، اس مستقبل کو روشن کرنے کی محنت کیجیے۔ آپ نے مختلف میدانوں میں خاص طور پر تکنیکی تعلیم کے میدان میں امارت شرعیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تکنیکی تعلیم کا جو چراغ روشن کیا تھا، اس کی روشنی بڑھتی جارہی ہے اور ان شاء اللہ بڑھتی رہے گی۔

قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ بہار میں اور ملک کے دوسرے حصوں میں بہت سے تکنیکی تعلیم کے ادارے چل رہے ہیں، لیکن امارت شرعیہ کے تکنیکی ادارے سب سے ممتاز ہیں، اس لیے کہ یہاں صرف اچھی تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ ایک بااخلاق اور باکردار انسان بھی بنایا جاتا ہے، آپ نے کہا کہ جس وقت بہار میں کوئی پرائیوٹ آئی ٹی آئی اور پرائیوٹ پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ نہیں تھا، اس وقت امارت شرعیہ نے اس طرح کے ادارے قائم کرکے جہاں ملت کے نوجوانوں کے مستقبل کو روشن کرنے کی فکر کی، وہیں یہ بھی پیغام دیا کہ تعلیم میں کوئی تقسیم نہیں ہے، جس طرح مدرسہ کھولنا ضروری ہے، اسی طرح تکنیکی تعلیم کے ادارے قائم کرنا بھی قوم وملت کی بڑی خدمت ہے۔

مہمان خصوصی جناب زماں خان صاحب وزیر اقلیتی فلاح حکومت بہار نے امارت شرعیہ کی خدمات کی تعریف و تحسین کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے کاموں کی تعریف نہ صرف بہار بلکہ پورے ملک میں ہورہی ہے، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کے اداروں میں جو تعلیم وتربیت کا نظام ہے، جو ڈسپلن ہے وہ مثالی اور قابل تقلید ہے۔ انہوں نے قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی اور پھلواری شریف کے ایم ایل اے گوپال روی داس جی کے توجہ دلانے پر وعدہ کیا کہ پھلواری شریف کے علاقہ میں تعلیمی ترقی کے لیے جو بھی ممکن اقدام ہوگا وہ کریں گے اس کے لیے انہوں نے مشورہ کرکے کوئی لائحہ عمل طے کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

استقبالیہ کلمات جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ نے پیش کیا انہوں نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ کامیاب طلبہ کو مبارکباد دی اور نئے داخل طلبہ کے لیے بیش قیمت نصیحت کی، انہوں نے علم کے فضائل بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار سنائے جس کا مفہوم یہ ہے کہ عزت واحترام دلانے والی اور انسانوں کو زینت بخشنے والی اصل چیز اور اصل دولت علم وادب کی دولت ہے ، انہوں نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم حاصل کرنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ آپ نے درس کی پابندی، دل سے اساتذہ کے احترام، تعلیم وتدریس کے تمام وسائل؛ کتاب، کاپی، درسگاہ، لیب اور لیب کے آلات سبھی کا احترام کرنے کی نصیحت کی۔ آپ نے امارت شرعیہ کے اداروں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم وتربیت کے ساتھ اخلاقی تربیت ہمارے اداروں کا امتیاز ہے۔ آپ نے دوسالہ کارکردگی بھی پیش کی اور کہا کہ مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ دوسالوں میں پورے صوبہ میں چلنے والے تمام کالجوں میں اول مقام پر رہا اور یہاں کے طلبہ یونیورسٹی ٹاپر بھی رہے، انہوں نے بتایا کہ ہمارے ادارہ کا صد فیصد فرسٹ ڈویزن رزلٹ رہا اور تمام طلبہ فرسٹ ڈویزن سے کامیاب ہوئے، انہوں نے بتایا کہ سب سے آخر میں ہم لوگوں نے داخلہ کا اعلان نکالا پھر بھی ساری سیٹیں پُر ہوئیں بلکہ ہمیں داخلہ کے لیے انٹرنس امتحان لینا پڑا، یہ ادارہ کی بہتر کارکردگی کی علامت ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ اس تعلیمی سال میں جو طالب علم پورے سال صد فیصد حاضر رہے گا، اس کی کورس فیس میں سے دس ہزار روپئے کی تخفیف کی جائے گی۔

اجلاس میں مقامی ایم ایل گوپال روی داس، چیئرمین پھلواری نگر پریشد جناب آفتاب عالم صاحب، وائس چیئرمین کے شوہر جناب فاروق اعظم عرف للن صاحب، بہار جدیو کے ریاستی صدر میجر اقبال حیدر نے بھی اظہار خیال کیا اور امارت شرعیہ کی تعلیمی خدمات کی تحسین وستائش کرتے ہوئے کامیاب طلبہ کو مبارکباد دی اور ان کے روشن مستقبل کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، ساتھ ہی نئے داخل طلبہ کو بھی دعاؤں سے نوازا۔

گذشتہ سیشن کے جن طلبہ وطالبات کو ایوارڈ سے نوازا گیا ان میں محمد مزمل بی ایم ایل ٹی 2019-23 (فرسٹ پوزیشن)، سید شارق امان بی پی ٹی 2020-24 (فرسٹ پوزیشن)، انتصاف کونین ڈی ایم ایل ٹی 2017-19 (فرسٹ پوزیشن)، محمد سلمان ڈی ایم ایل ٹی 2019-21 (فرسٹ پوزیشن)، اعجاز احمد بی ایم ایل ٹی 2019-23 (سکینڈ پوزیشن)، ثمر رضوی بی پی ٹی 2020-24 (سکینڈ پوزیشن)، محمد مصباح حسن ڈی ایم ایل ٹی 2017-19 (سکینڈ پوزیشن)، محمد محسن عالم ڈی ایم ایل ٹی 2019-21 (سکینڈ پوزیشن)، عبد الرحمٰن بی ایم ایل 2019-23 (تھرڈ پوزیشن)، نوشاد علی بی پی ٹی 2020-24 (تھرڈ پوزیشن)، ابصار حسین ڈی ایم ایل ٹی 2017-19 (تھرڈ پوزیشن)، محمد شعیب اختر ڈی ایم ایل ٹی 2019-21 (تھرڈ پوزیشن) کے نام شامل ہیں، ان کے علاوہ مسلسل حاضر رہنے کا انعام محمد شعیب بی ایم ایل ٹی 2021-25، نفیسہ حسن بی پی ٹی 2021-25 اور محمد ربانی ڈی ایم ایل ٹی 2021-23 نے حاصل کیا۔ امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ الیکٹرونکس کے بی سی اے 2018-21 میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے محمد ثمیر احمد کو بھی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان ایوارڈس کو امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی، ، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین، امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی اور قاضی القضاۃ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمہم اللہ کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ یہ ایوارڈ کامیاب طلبہ کو مذکورہ بالا لوگوں کے علاوہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، جناب سید کمال وارث ایچ اوڈی مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ، جناب احسان الحق صاحب سوپول، جناب مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد سابق چیئرمین بہار مدرسہ بورڈ، جناب فضیل صاحب پرنسپل پارامیڈیکل، جناب ضیاء الدین صاحب اکیڈمیک انچارج پارامیڈیکل، جناب عرفان الحق صاحب پرنسپل آئی آئی سی ای کے ہاتھوں سے دیے گئے۔ اجلاس میں مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، ، جناب سمیع الحق صاحب، ، جناب منہاج عالم صاحب، جناب گوبند صاحب، جناب مبشر صاحب، جناب منہاج عالم صاحب اساتذہ پارامیڈکل، جناب امتیاز صاحب اکاؤنٹنٹ پارامیڈیکل، جناب نوشاد صاحب، اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ، منہاج عالم صاحب وارڈ پارشد، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، مولانا ابوالکلام شمسی معاون ناظم، جناب شمیم احمد، جناب کوثر خان، جناب شہنواز صاحب جناب رضوی صاحب استاذ آئی آئی سی ای، جناب عبادہ نسیم آئی آئی سی ای، ڈاکٹر سید یاسر حبیب، ڈاکٹر تقی امام، مشاہد قادری، مولانا محمد ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ، مولانا شہنواز عالم مظاہری، مولانا منہاج عالم ندوی کے علاوہ طلبہ وکارکنان کی بڑی تعداد شریک رہی۔ اجلاس کا کامیاب بنانے میں مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل وآئی آئی سی ای کے تمام ذمہ داران، اساتذہ وعملہ کا کلیدی کردار رہا۔ آخر میں حضرت نائب امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

کتے اور بلیاں بہرحال انسان نہیں ہیں: بمبئی ہائی کورٹ

بمبئی ہائی کورٹ نے اپنے ایک حالیہ فیصلہ کے دوران کہا کہ کچھ لوگوں کو کتے اور بلیوں سے اپنے بچوں سے زیادہ پیار ہوسکتا ہے لیکن یہ جانور انسان تو ہیں نہیں۔ عدالت نے اسی دلیل کے ساتھ ایک کتے کو کچل دینے والے نوجوان کے خلاف کیس خارج کردیا۔ جسٹس موہت ڈیرے اور جسٹس پرتھوی راج چوان پر مشتمل بمبئی ہائی کورٹ کی بنچ نے یہ فیصلہ ایک 20 سالہ نوجوان مانس مندر گوڈبولے کی دائر کردہ عرضی پر سنایا۔ گوڈبولے نے اپنے خلاف ممبئی کے میرین ڈرائیو تھانے میں دائر ایف آئی کو منسوخ کرنے کی اپیل کی تھی۔

معاملہ کیا تھا؟: کتے کے کچلے جانے کا واقعہ اپریل 2020 میں پیش آیا تھا۔ گوڈبولے کی عمر اس وقت 18 برس تھی اور الیکٹرانکس اور کمیونیکیشن میں ڈپلوما کے طالب علم تھے۔ وہ کھانا سپلائی کرنے والی کمپنی سوئیگی کے لیے بھی کام کرتے تھے۔ جب وہ ایک گاہک کو کھانا پہنچانے جارہے تھے تو میرین ڈرائیو کے نزدیک سڑک پار کرتے ہوئے ان کا اسکوٹر ایک کتے سے ٹکرا گیا۔ اسکوٹر کو اچانک بریک لگانے سے گو کہ گوڈبولے خود بھی گر گئے لیکن اس ٹکر میں کتا زخمی ہوگیا اور بعد میں وہ مرگیا۔ اس واقعے کے خلاف ایک خاتون نے تھانے میں کیس درج کرادیا، خاتون نے اپنی شکایت میں کہا تھا کہ وہ کتوں سے بہت پیار کرتی ہیں، وہ کتوں کو کھانا کھلا رہی تھیں، ایک کتا سڑک پر چل رہا تھا کہ گوڈبولے کے اسکوٹر نے ٹکر ماردی جس سے وہ زخمی ہوگیا اور بعد میں چل بسا۔ پولیس نے گوڈبولے کے خلاف بھارتی تعزیرات کے مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا۔ عدالت نے کہا کہ ملزم کے خلاف جن دفعات کے تحت مقدمات درج کیے گئے ہیں ان کا اطلاق صرف انسانوں کے خلاف جرائم پر ہوسکتا ہے، جانوروں یا پالتو جانوروں کے خلاف جرائم پر نہیں۔ عدالت نے کہا کہ غلط طریقے سے گاڑی چلانے کے جس قانون کے تحت کیس درج کیا گیا ہے، وہ بھی صرف اسی صورت میں درست ہے جب اس سے کسی انسان کو نقصان پہنچے۔ عدالت نے کہا کہ اس کیس میں کئی بنیادی چیزوں کی کمی ہے۔ ''اس میں شبہ نہیں کہ کتے یا بلی کے ساتھ کچھ لوگ اپنے بچے یا خاندان کے فرد کی طرح سلوک کرتے ہیں لیکن بایولوجی ہمیں بتاتی ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں انسان نہیں ہوسکتے۔'' اس لیے انسانوں کے حوالے سے تعزیرات کا جانوروں پر اطلاق نہیں ہوسکتا۔ عدالت نے اپنا دماغ استعمال کیے بغیر کیس درج کرنے پر پولیس کی بھی نکتہ چینی کی۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ پولیس کو قانون کا محافظ ہونا چاہیے۔ اسے کسی طرح کا کیس درج کرنے اور قانونی کارروائی کرنے اور چارج شیٹ داخل کرنے سے پہلے زیادہ چوکنا اور محتاط ہونا چاہیے۔ ججوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے پولیس نے اپنا دماغ استعمال نہیں کیا اور ایسے دفعات عائد کردیے جو قانونی طور پر درست نہیں ہوسکتے۔ **(بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)**

تعلیمی ومعاشی پسماندگی کے خطرناک اثرات

مولانا اسرار الحق قاسمیؒ

ہمارا ملک ترقی کی جانب گامزن ہے۔ یہ بات تمام ہندوستانیوں کے لئے باعث مسرت ہے۔لیکن یہاں غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ کیاواقعی پورا ملک ترقی کر رہاہے یا ملک کے بعض طبقات ترقی وخوشحالی کی طرف رواں دواں ہیں، جب کہ دیگر بعض طبقات آج بھی پسماندگی وزبوں حالی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اگر ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ملک کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ملک میں ترقی تو ہورہی ہے،لیکن اس کا فائدہ بعض طبقات کو مل رہاہے اور دیگر طبقات اس سے محروم ہیں،بعض جگہ تو صورت حال یہاں تک ابتر ہے کہ لوگ آئے دن خستہ حالی کے شکار ہوتے جارہے ہیں اور فاقہ کشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جولوگ غریبی کی سطح سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں ان کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ادنیٰ آمدنی والوں کی تعداد بھی کروڑوں میں ہے۔یعنی تمام طبقات وافراد خوشحالی سے ہنوز محروم ہیں، حیران کن امر یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں معاشی عدم توازن تشویشناک حد تک پایا جاتا ہے۔یعنی اسی سماج میں بعض لوگ تو کروڑوں ولاکھوں کی مالیت رکھتے ہیں، جب کہ اسی سماج کے کتنے ہی افراد کے پاس چند ہزار روپے بھی نہیں۔بعض لوگوں کے ماہانہ اخراجات پچاسوں ہزار روپئے ہیں جب کہ اسی کے بہت سے پڑوسی ایسے بھی ہیں جو دو تین ہزار روپئے میں ہی پورا مہینہ گزار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی آمدنی دو تین ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ظاہری بات ہے کہ ایسے لوگوں کو کھانے، پہننے میں انتہائی کفایت شعاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ان کے پاس آرام دہ مکانات بھی نہیں ہوتے اور وہ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلانے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ جب تک معاشی سطح پر اس حد تک عدم توازن پایا جائے گا، ملک کی ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکے گا؛ چنانچہ پورے ملک کو خوشحال بنانے اور عوام کو اس کا فائدہ پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس حد تک معاشی عدم توازن کو ختم کیا جائے اور ایسی تدبیروں کو اختیار کیا جائے جن کو بروئے کار لاکر غریب لوگوں کو بھی آگے بڑھنے کا موقع مل سکے۔ایسی پالیسیوں کو وضع کرنے اور ایسی حکمت عملیوں کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔سرکاروں کو چاہئے کہ وہ بڑی حد تک آمدنی میں توازن پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔مناسب توازن قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشی میدان میں تاناشاہی کو ختم کیا جائے اور چند تاجروں نے جس طرح پوری تجارتی منڈی کو یرغمال بنا رکھا ہے، تجارت کو ان کے چنگلوں سے آزاد کرایا جائے۔ چھوٹی چھوٹی صنعتوں کو ترقی دی جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جائے۔بعض کمپنیوں نے چھوٹی چھوٹی صنعتوں پر بھی اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے انہیں ان کی اجارہ داری سے آزاد کرایا جائے۔اشیاء خوردنی کو ذخیرہ کرنے سے بھی تجارت کی نوعیت میں بڑی تبدیلی آئی ہے اور پوری تجارت چند کاروباریوں تک محدود ہوکر رہ گئی ہے۔ وہ تاجر جن کے پاس خطیر رقم ہے، وہ کھانے پینے کی اشیاء سے اپنے گوداموں کو بھر لیتے ہیں۔اس طرح سے بازار میں ان اشیاء کی قلت ہوجاتی ہے جس سے ایک طرف مہنگائی بڑھتی ہے وہیں دوسری طرف اناج اور دیگر اشیاء خوردنی کی تجارت سے جو بہت سے لوگ اپنے روزگار کو جاری رکھ سکتے تھے، ان کا راستہ مسدود ہوجاتا ہے،مہنگائی بھی ایک بڑے طبقہ کو ترقی کے فائدوں سے محروم رکھ رہی ہے۔کیونکہ تمام اشیاء کی قیمتوں میں روز بروز زبردست اضافہ ہوتا جارہاہے۔جس کے باعث کم آمدنی والے لوگ پورے طور پر اپنے اخراجات کی تکمیل نہیں کرپاتے اور اگر کسی طرح وہ اپنے اخراجات کو پورا کر لیتے ہیں تو وہ اپنی آمدنی میں سے کچھ بچا نہیں پاتے۔اس طرح سالہا سال تک وہ اخراجات کو پورا کرنے کے تانے بانے میں الجھے رہتے ہیں اور بچت سے محروم رہتے ہیں۔ظاہری بات ہے کہ یہ صورت حال انہیں ترقی وخوشحالی سے دور رکھتی ہے۔ چنانچہ سرکاروں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے کی حتی الوسع جدوجہد کریں۔اس تعلق سے جو تازہ ترین صورت حال پائی جارہی ہے وہ حیران بھی ہے اور تشویشناک بھی۔ چند سالوں میں کئی گنا قیمتوں میں اضافہ ملک کے حق میں اچھی بات نہیں ہے۔مہنگائی کی اس رفتار کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ ہمارا معاشی نظام نہ ہی پورے طور سے مستحکم ہے اور نہ منظّم۔ اگر سال میں پانچ سے دس فیصد تک اضافہ ہو، تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ایک سال میں پچاس فیصد یا اس سے زائد اضافہ ہوجائے تو یہ بات سمجھ سے بالاتر معلوم ہوتی ہے۔بعض اشیاء کی قیمتوں پر تو سال میں کئی کئی گنا تک اضافہ ہوجاتا ہے۔ایسے میں معاشی ترقی موہوم دکھائی دیتی ہے۔

تمام طبقات کو ترقی کی راہ پر لانے کے لئے سبھی کے لئے بہتر تعلیم کا بندوبست ناگزیر ہے۔یعنی ایسے مواقع پیدا کئے جانے چاہئیں جن سے ہر شخص خواہ وہ امیر ہو یا غریب فائدہ اٹھا کر اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلا سکے۔تعلیم پر اس لئے زور دینا ضروری ہے کہ وہ ملی وعوامی ترقی کے لئے ناگزیر ہے۔تعلیم کو نظر انداز کرکے کسی بھی سوسائٹی یا ملک کی ترقی کا خواب نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ اس سطح پر بھی ہماری حالت بہت بدتر ہے۔ اولاً ہمارے یہاں صد فیصد تعلیم نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اگر تعلیم ہے تو معیار کی کمی پائی جاتی ہے۔یعنی بہت سے بچے تعلیم تو حاصل کرتے ہیں، لیکن انہیں تعلیم میں مہارت حاصل نہیں ہوپاتی۔امیر لوگوں نے اپنے بچوں کی اچھی تعلیم کے لئے پرائیویٹ اسکولوں کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔یعنی وہ اپنے بچوں کو اچھے پرائیویٹ اسکولوں میں داخل کرادیتے ہیں جہاں تعلیم پر خاص دھیان دیا جاتا ہے لیکن یہ تدبیر ہر شخص اختیار نہیں کرسکتا۔ جو شخص پانچ یا آٹھ ہزار روپئے ماہانہ کماتا ہے وہ اپنے بچوں کو اچھے اسکولوں میں تعلیم دلانے کا خواب تو دیکھ سکتا ہے، مگر اس کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ اس صورت حال سے نجات پانے کا بہترین طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ سرکاری اسکولوں کے نظام تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور ان میں بھرپور معیاری تعلیم دیا جائے۔سرکاری اسکولوں میں تعلیم کے بہتر ہونے کے ساتھ ہی پرائیویٹ اسکولوں وکالجوں کی کشش ماند پڑ جائے گی اور عوام اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں تعلیم دلانے کے خواہش مند ہوں گے۔اس طرح غریب اور امیر بچوں کی تعلیم گاہیں ایک ہی ہوجائیں گی۔اب ہر بچے کو اپنی محنت، ذہانت کی بنیاد پر آگے بڑھنے کا پورا موقع حاصل ہوگا اور ہر طالب علم اچھی تعلیم سے مستفید ہوگا۔

غریب طبقات کو آگے لانے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں خصوصی طور سے تعلیم اور معاش کے میدان میں آگے بڑھایا جائے، ان کے لئے خصوصی اسکیمیں نکالی جائیں، ان کے لئے تجارت کو آسان بنایا جائے اور انہیں تعلیم میں خاص رعایتیں دی جائیں، مگر دکھ کی بات یہ ہے کہ اس جذبہ کی بھی کمی دکھائی دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلمان جن کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور جو زندگی کے ہر شعبہ میں پیچھے ہیں، دن بدن مزید پسماندگی کے شکار ہوتے جارہے ہیں۔ ریزرویشن ان کے لئے انتہائی ضروری ہے مگر اس طرف توجہ نہیں دی جارہی ہے۔تجارت کے میدان میں آگے بڑھنے کے لئے ان کے پاس خصوصی مواقع نہیں ہیں۔حد تو یہ ہے کہ اس میدان میں ان کے پاس ایسی اسکیمیں نہیں ہیں، جن کی بنیاد پر وہ اپنی تعلیمی حالت کو سدھار سکیں اور اپنے تعلیمی معیار میں اضافہ کرسکیں۔گویا کہ ملک کی سب سے بڑی اقلیت پسماندہ ہے اور مستقبل قریب میں اس کی پسماندگی کے دائرہ سے باہر آنے کے امکانات نظر نہیں آتے، ایسے میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ہمارا ملک ترقی کر رہاہے اور اس ترقی کا ہر شخص کو خاطر خواہ فائدہ مل رہا ہے۔اگر سرکاریں واقعی ملک کو ترقی یافتہ بنانا چاہتی ہیں اور عوام کو خوشحال دیکھنا چاہتی ہیں تو مسلمانوں سمیت دیگر اقلیت اور کمزور طبقوں کو معاشی وتعلیمی سطح پر مضبوط بنانا ہوگا ورنہ ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے گا۔

قرآن مجید کے نزول کا بنیادی مقصد

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

قرآن مجید کی تعلیم کا روایتی طریقہ جس کے ہم عادی ہوچکے ہیں، یہ چلا آرہاہے کہ پہلے حروف کی پہچان کرائی جاتی ہے، پھر حروف کو ملاکر الفاظ بتائے جاتے ہیں اور ابتدائی قاعدے کے بعد بچہ قرآن مجید پڑھنے لگتا ہے۔ پہلے قرآن مجید ناظرہ پڑھایا جاتا ہے کہ بچہ دیکھ کر قرآن پاک پڑھنے لگے۔اگر کسی کو حافظ قرآن بنانا ہوتا ہے تو تھوڑا تھوڑا کرکے اس کو بغیر دیکھے یاد کرایا جاتا ہے اور چند سالوں میں بچہ حافظ قرآن ہوجاتا ہے، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس طرح قرآن لوحِ دل پر نقش ہوجاتا ہے اور ہزاروں حافظ قرآن بغیر دیکھے ہوئے پورا قرآن مجید پڑھتے ہیں۔رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں سناتے ہیں، تراویح کی رونقیں اُنہیں خوش نصیب حافظوں کے دم سے قائم ہیں، ناظرہ یعنی دیکھ کر قرآن مجید پڑھنے والے الحمدللہ اِس امت میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں ہیں، بے شمار لوگ ہیں جو روزانہ تلاوت قرآن کے عادی ہیں، جو روزانہ تلاوت نہیں کرسکتے وہ کبھی کبھی قرآن ضرور پڑھتے ہیں، نمازوں میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ بہت سے لوگوں کو قرآن مجید کی اتنی سورتیں ضرور یاد ہوتی ہیں جو نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، مسجدوں اور مدرسوں میں ہزاروں مکاتب قرآن حکیم کی خدمت پر لگے ہوئے ہیں اور الحمدللہ امت مسلمہ میں آج بھی قرآن کا چرچا مختلف صورتوں میں پایا جاتا ہے، دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے۔اور بڑی تعداد میں قرآن مجید شائع ہوتا رہتا ہے، اس میں قرآن مجید بلا ترجمہ، ترجمہ کے ساتھ، مختلف تفسیروں کے ساتھ، مختلف سائز میں اور تقریباً ہر زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر الحمدللہ دستیاب ہے، یہ سب باتیں شکر اور فخر کے لائق ہیں اور جب تک قرآن زندہ ہے، اسلام بھی زندہ ہے اور مسلمان بھی، اب ہم ایک اور پہلو پر غور کرتے ہیں، بیشک قرآن مجید کی تلاوت بڑا اجر وثواب رکھتی ہے، اس کے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت دلوں ک زنگ کو دور کرتی ہے اور ایمان کو تازگی بخشتی ہے۔تلاوت قرآن کے یہ بہت سے مفید پہلو ہیں۔

آیئے! غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کیوں نازل کیا ہے۔اس کے نازل کرنے کا مقصد خود قرآن کی زبان میں انسان کی ہدایت اور رہنمائی ہے۔ جب ہم قرآن مجید کی پہلی سورۃ سورۂ فاتحہ کھولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کی شفقت ورحمت کا ذکر کرنے کے بعد ہم اس کے سامنے درخواست پیش کرتے ہیں کہ: ’’اِھْدِنَا الْصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم‘‘ ’’پروردگار ہمیں سیدھا راستہ دکھادیجئے‘‘۔ سیدھے راستے کی طلب، ہدایت و رہنمائی کی درخواست جب بندے کی طرف سے ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس کے سامنے کتابِ ہدایت قرآن مجید رکھ دیتے ہیں کہ لو یہ ہے وہ ہدایت جس کی تم نے درخواست کی ہے، معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا اصل مقصد یہ ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر اور حالات کی ہر کروٹ میں ہم اللہ کی کتاب سے روشنی حاصل کرتے رہیں اور اس کی رہبری میں زندگی کا سفر طے کرتے رہیں۔

اللہ کے رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دو چیزیں ہیں اللہ کی کتاب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، جس کتاب سے ہمیں رہبری حاصل کرنی ہے، اس کتاب میں کیا لکھا ہے، اس کا پیغام کیا ہے، اس کی دعوت کیا ہے اور اس میں کیا کیا کمالات پوشیدہ ہیں، کیا اس کا معلوم ہونا ہمارے لئے ضروری نہیں ....؟ ایک بالکل اجنبی زبان جس سے ہمارا تہذیبی تعلق نہیں ہے، مثال کے طور پر انگریزی زبان، جب اس زبان کی تعلیم دی جاتی ہے تو اس کا آغاز چھوٹے سے قاعدے سے ہوتا ہے جس کو A.B.C.D کا قاعدہ کہہ دیتے ہیں۔حرفوں کی پہچان بھی کرائی جاتی ہے ... ان حرفوں سے لفظ بھی بنائے جاتے ہیں ... ان لفظوں کے معنی بھی بتائے جاتے ہیں ... ان کے ہجے بھی کرائے جاتے ہیں ... ان کا تلفظ بھی صحیح کرایا جاتا ہے ... اور ان حرفوں کو لکھایا بھی جاتا ہے، یہی طریقہ ہر زبان کے سیکھنے اور سکھانے کا ہوتا ہے، کیا قرآن مجید کی زبان اور قرآن مجید کی تعلیم اسی طرز پر ممکن نہیں ...؟ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ بچہ نفسیاتی طور پر یہ محسوس کرے گا کہ یہ کتاب صرف پڑھنے ہی کی نہیں، بلکہ سمجھنے کی بھی ہے، کم سے کم وہ قرآن پاک کے الفاظ کے ساتھ اس کے معنی سے بھی مانوس ہوجائے گا اور اگر مکتب کا پورا ماحول اسی انداز کا بنا دیا جائے تو چند سال میں ہمارا بچہ قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کو اچھا خاصا سمجھنے بھی لگے گا۔ بیشک وہ ابھی کوئی بہت بڑا مفسر قرآن نہیں بن پائے گا، اس کے لئے ایک وقت چاہئے، لیکن اس سے قرآن کو سمجھنے کا ذوق اور پھر بڑے ہوکر اس کے مطالعے کا شوق یقیناً پیدا ہوجائے گا، ہمیں یقین ہے کہ طریقۂ تعلیم کی تبدیلی سے ایک ذہنی اور فکری انقلاب لایا جاسکتا ہے اور اس سوچ کو بدلا جاسکتا ہے کہ قرآن صرف تلاوت کے لئے ہے اس کا سمجھنا ضروری نہیں۔

بیشک ہمارے مدارس ومکاتب میں قرآن مجید کے تلفظ پر کافی توجہ دی جانے لگی ہے اور اب شروع سے ہی بچوں کو باتجوید پڑھانے کا رواج کافی حد تک ہوگیا ہے، اگر اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے معنی اور اس کے ساتھ تحریر پر بھی دھیان دیا جائے تو بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

اظہار رائے کی آزادی میں احترام ضروری

مولانا سید حسنین احمد ندوی

اظہار رائے کی آزادی انسانی قدروں اور سماج کی تعمیر وتشکیل میں انتہائی اہم اور بنیادی رول ادا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ معاشرہ جو اس آزادی سے محروم ہو، یا جہاں غور وفکر اور زبان وبیان پر پہرے بیٹھا دیئے گئے ہوں، وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتا ہے اور عالم انسانیت کے لئے کوئی قابلِ قدر خدمت انجام نہیں دے پاتا۔ اظہار رائے کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے اسے نہ صرف مباح و جائز قرار دیا ہے، بلکہ واجبات وفرائض کی فہرست میں شامل کیا ہے اور بحیثیت مسلم ہر شخص کے لئے ضروری وصف قرار دیا کہ وہ اپنی استطاعت اور قوت کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کرے اور اس میں پس وپیش سے کام نہ لے: تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر (آل عمران:10) وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اسلام اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی شخص وقتی مصلحت، یا مفاد کی خاطر تملق، چاپلوسی، یا جی حضوری سے کام لے کر حق وصداقت پر مبنی بے لاگ رائے کا اظہار نہ کرے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا: ’’میرے بعد کچھ لوگ حکمراں ہونے والے ہیں، جو ان کے جھوٹ میں ان کی تائید کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے، وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔‘‘ (نسائی، کتاب البیع) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرات صحابہؓ کی تربیت کچھ اسی انداز سے فرمائی اور آزادانہ اظہار رائے کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ صحابہؓ اس کے عادی بن گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، یا اس کے بعد کوئی چیز ان کی اس آزادی پر قدغن نہ لگا سکی، تاریخ وسیر کی کتابیں اس کے ذکر سے بھری پڑی ہیں: ایک غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ فلاں فلاں مقام پر قیام کریں اور پڑاؤ ڈالیں، ایک صحابیؓ نے دریافت کیا: ’’یہ ارشاد وحی سے ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری ذاتی رائے ہے، صحابی نے عرض کیا پھر تو یہ منزل مناسب نہیں، اس کے بجائے فلاں فلاں منزل مناسب ہوگی، چنانچہ اسی رائے پر عمل کیا گیا۔‘‘ (سیرت النبیؐ، ج1،ص:295) شام کے سفر میں ایک مجمع میں حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کی وجہ بیان کی تو ایک شخص نے وہیں اٹھ کر کہا کہ: ’’اے عمر! خدا کی قسم تو نے انصاف نہیں کیا، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل کو برطرف کردیا، تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھینچی ہوئی تلوار کو نیام میں ڈال دیا، تو نے قطع رحم کیا، تو نے اپنے چچیرے بھائی پر حسد کیا۔‘‘ (الفاروق،ص 466)

اس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کا شعور جس کی گونج آج یورپ میں سنائی دیتی ہے، یہ اسلام ہی کا عطیہ ہے۔ اسلام نے اظہار رائے کی آزادی کی شمع اس وقت روشن کی، جب کہ سارا یورپ جبر وقہر کے بدترین دلدل میں دھنسا ہوا تھا اور اس تاریک ماحول میں آزادانہ کسی رائے کا اظہار تو دور کی بات ہے، کسی موضوع پر غور وفکر کی دعوت ہی اقتدار کلیسا کے لئے چیلنج تصور کیا جاتا تھا، اور اس کا نتیجہ ہمیشہ موت ہوا کرتا تھا۔

اس موقع سے یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہئے کہ اسلام نے اظہار رائے کی جو آزادی عطا کی ہے وہ مثبت اور تعمیری ہے، منفی یا تخریبی نہیں، لہٰذا وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کی آڑ میں کوئی شخص دوسروں کی عزت وحرمت پر حملے کرے، اس لئے کہ یہ رائے کا اظہار نہیں، بلکہ خبثِ باطن کا اظہار رہے، اس قسم کی چھوٹ سے سارا معاشرہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے اور اس سے فتنہ وفساد کا وہ سیلِ رواں کھلتا ہے، جو انسان کے سب سے قیمتی سرمایہ یعنی عزت وعصمت اور مقدسات ومحرمات تک کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے۔ چنانچہ یہود جو برملا حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگاتے تھے، قرآن پاک نے سختی سے اس کی مذمت کی اور اس کے انجامِ بد سے ڈرایا، اس طرح اسلام نے حد قذف کا ضابطۂ قانون عطا فرمایا، تاکہ معاشرہ میں ہر شخص کی عزت وناموس محفوظ رہے اور کوئی شخص کسی کی عزت وعصمت پر آسانی سے انگلی اٹھانے کی جرأت نہ کرے۔ ’’جو لوگ پرہیز گار عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو، اس لئے کہ یہ خود ہی بدکردار ہیں۔‘‘ (النور:4) اسی طرح کسی پر زنا کا الزام اور پھر اس کا ثبوت اتنا مشکل اور دشوار بن گیا کہ عام حالات میں بمشکل ہی کوئی شخص اس کی جرأت کرسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اسلام نے جہاں معاشرہ کے ہر فرد کو عزت وناموس کا تحفظ فراہم کیا ہے، وہیں لوگوں کی شخصی حیثیت اور ذات کو بھی خاصی اہمیت دی ہے، چنانچہ اسلام کی نظر میں ہر ایسا شخص ملزم اور قابلِ مواخذہ تصور کیا جائے گا جو کسی کے ساتھ بدکلامی سے پیش آئے، گالی دے، یا کوئی ایسا لفظ کہے جو مخاطب کے لئے ناپسندیدہ اور دل آزار ہو، اس جرم کی کوئی متعین سزا تو نہیں، البتہ تعزیری سزا واجب ہوگی، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی سے کہے: اے فاجر، اے فاسق، اے منافق، اے مخنث، اے پلید یا اور اس قسم کا کوئی لفظ، تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔

انسان کی ذاتی حیثیت اور شخصی وقار کا تحفظ اسلام نے لوگوں کو فراہم کیا ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں ہے، بلکہ سب برابر ہیں، اتنا ہی نہیں، بلکہ اگر کوئی مسلم کسی عیسائی یا مجوسی کو اے کافر کہے اور شخص مذکور اس کی اس بات کا برا مانے تو اس صورت میں بھی ایسا کہنے والے کو سزا دی جائے گی۔

اس طرح کا سب وشتم یا بدکلامی اگر کسی ایسی ہستی کے متعلق ہو جن کی حیثیت پیشوا، مقتدا یا رہنما کی ہو تو اس فعل کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے، اس لئے اس صورت مں یہ معاملہ کسی ایک شخص کی اہانت تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس سے متعلق لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے لئے باعثِ ہتک اور دل آزار ہوجاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا واقعہ پیش آیا، حضرموت میں کندہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور کچھ ایسے اشعار کہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض نازیبا الفاظ تھے، وہاں کے حاکم مہاجرین ابی امیہ المخزومی نے اسے قطع ید کی سزا دی اور اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا، اس کے جواب میں آپؓ نے لکھا: اس صورت سے متعلق اطلاع مجھ تک پہونچ گئی، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی، اگر اسے پہلے ہی سزا نہ دی گئی ہوتی تو میں اس کے قتل کی سزا دیتا، اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کا معاملہ عام لوگوں سے مختلف ہے، اس لئے اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو وہ اس فعل کے ارتکاب سے مرتد سمجھا جائے گا اور اگر کوئی معاہد یا ذمی کرے تو وہ اس ذمہ یا معاہدے کو توڑنے والا سمجھا جائے گا۔ (طبری، 94) مذہبی مقدسات ومحرمات کا اسلام نے اس قدر پاس و لحاظ رکھا ہے کہ باضابطہ اس بات سے منع کردیا کہ معبودان باطل کو بھی برا بھلا نہ کہا جائے، اس لئے کہ اس سے ان سے متعلق لوگوں کے جذبات مجروح ہوں گے: ولا تسبو الذین یدعون من دون اللّٰہ (انعام:108) جن معبودوں کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، انہیں برا نہ کہو۔‘‘ عزت وعصمت اور مذہبی و قومی مقدسات کا احترام بعض جزئی تبدیلیوں کے ساتھ دنیا کے ہر ملک میں موجود ہے، کوئی ملک ایسا نہیں ہے، جو مذہبی اور قومی مقدسات کی توہین اور اس پر حملہ کی اجازت دے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر

مولانا عبد الرحیم ندوی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی ابدی رہنمائی کے لئے قرآن مجید جیسا چارٹر نازل فرمایا جو نہ صرف یہ کہ اس دنیا کی مختصر زندگی میں اسے زندگی گزارنے کا بہترین ڈھنگ سکھاتا ہے بلکہ اخروی زندگی کو فرحت بخش بنانے اور دائمی آرام وآسائش سے فیض یاب ہونے کے لئے بھرپور رہنمائی عطا فرماتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسی کتاب جسے کائنات کے خالق کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہے، جسے آدم سے لے کر روئے زمین پر پیدا ہونے والے تمام انسانوں میں سب سے زیادہ بزرگ وباوصف انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی فرمایا گیا، مرور زمانہ کے باوجود جس کی مکمل حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ کریم نے اپنے اوپر لے رکھی ہو۔ (الحجر:9)

تاشقند، ازبکستان اور استنبول ترکی کے عجائب گھروں میں آج بھی پہلی صدی ہجری کے قرآنی نسخے موجود ہیں۔ لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ایک قرآنی نسخے ہے جو قرون اولیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن ابتدا سے ہی مکمل طور پر اتنے سینوں میں اللہ نے محفوظ کر رکھا ہے کہ اس میں کسی طرح کی تحریف کا کوئی خفیف سا امکان بھی نہیں ہوسکتا، ایسا قرآن کسی معمولی مقصد کی خاطر نازل نہیں ہوا ہوگا۔ اس کے نزول کا مقصد بھی یقیناً اسی کی طرح انتہائی بلند ہوگا۔ اس سرچشمہ ہدایت کو اپنا امام اور آئین مان کر ہم اس پر کوئی احسان نہیں کرسکتے، ہاں ہماری دوجہاں کی زندگی ضرور سنور سکتی ہے۔ چشم فلک نے خوب دیکھا کہ جب مسلمانوں نے اس کتاب کو اپنا آئین سمجھ کر اسے اپنے وجود پر نافذ کیا تو انہیں مشرق ومغرب میں اللہ نے سرفرازی عطا فرمائی لیکن جب انہوں نے قرآن کو اپنی زندگی سے خارج کردیا تو ان کے اپنے گھر میں بھی ان کا اقتدار باقی نہیں رہا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن عمل کے ساتھ ساتھ اخلاص نیت پر زبردست تاکید کرتا ہے۔ اسلام چند رسوم کی عمل آوری کا نام نہیں بلکہ زندگی میں مکمل انقلاب کا نقیب ہے۔ وہ انقلاب جو قرآن نے قرون اولیٰ کے پاک نفوس میں پیدا کیا، جو غلط ارادے سے صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ختم کرنے نکلا، سورہ طٰہٰ کی چند آیات نے اس کی کایا ایسے پلٹ دی کہ اسلام کا سب سے بڑا حامی وپاسبان ثابت ہوا۔ ہمارا معاملہ کیا ہے؟ کیا ہم قرآن کا کوئی مطالبہ پورا کرتے ہیں؟ کیا ہماری زندگی اس ڈگر پر رواں ہے، جو قرآن ہمارے لئے مقرر کرچکا ہے؟ ظاہر میں ان سوالوں کا جواب ہاں میں ملے گا۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں حج پر جاتے ہیں کبھی کبھار زکوٰۃ کے نام پر کچھ رقم اپنی تجوری سے نکال بھی لیتے ہیں اور کبھی کبھی اس مقدس کتاب کی تلاوت کرکے ثواب بھی کماتے ہیں، لیکن کیا بس یہی روح قرآنی ہے؟ نہیں، بلکہ قرآن کا مطالبہ تو کچھ اور ہے خلوت وجلوت میں مسلمان کا کردار قرآن کا آئینہ دار ہو۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

حضرت عائشہؓ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبارک زندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: کان خلقه القرآن کیوں نہ ہو؟ قرآن ہی تو وہ معجزہ تھا جسے اللہ نے حضور کو عنایت فرمایا تاکہ اللہ اور بندے کے درمیان سب سے زیادہ مستحکم تعلق پیدا ہوجائے۔ نماز میں ہم اپنی جبین کو بارگاہ خداوندی میں جھکا دیتے ہیں۔ یہ اس ارادے کے ساتھ ہو کہ یہ جبین اور کہیں نہیں جھکے گی تو سبحان اللہ! لیکن اگر نماز سے فارغ ہوتے ہیں کسی اور چوکھٹ پر ماتھا ٹیکا تو روح قرآن پامال کردی، ماہ رمضان میں اذان فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز تو کیا لیکن جھوٹ بولنا ترک نہیں کیا تو صاحب قرآن کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہوئی، طواف کعبہ بھی کیا اور روضہ مطہرہ پر حاضری بھی دے دی لیکن واپسی پر پھر سودی کاروبار میں منہمک ہوئے تو بس سیاحت کا ایک شوق پورا کیا۔ بلاشبہ قرآن شفا اور رحمت ہے ان سب کے لئے جو اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنادیں۔ اس ربانی تحریر پر اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہوسکتا کہ شفا کا مطلب چند جسمانی بیماریوں کا علاج سمجھا جائے یقیناً اس میں تمام بیماریوں کا علاج ہے لیکن سب سے بڑی بیماری جو انسان کو لاحق ہوسکتی ہے وہ اللہ کی نافرمانی اور احکام الٰہی سے بے اعتنائی ہے۔ اگر اس بیماری کا علاج قرآن کے ذریعہ کرنے کی کوشش نہیں کی تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس مقدس اور متبرک کلام کا صحیح استعمال نہیں کیا جارہا ہے۔ اپنے آپ پر اس ظلم کے خلاف قرآن قیامت کے روز استغاثہ دائر کرے گا ان سب کے خلاف جنہوں نے اس کے بنیادی مقصد کو فراموش کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جنگ قادسیہ میں ایرانیوں کی شکست کے اسباب

مولانا مفتی محمد زین العابدین میرٹھی

خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت 14ھ میں ایرانیوں سے قادسیہ کی جنگ ہوئی، اس جنگ کے لئے حضرت عمرؓ نے بڑے اہتمام کے ساتھ ایرانیوں کے مقابلے کی تیاریاں شروع کیں۔ عرب کے عاملوں کو حکم بھیجے کہ جہاں کہیں کوئی بہادر سردار، ہوشمند، مدبر، سحر بیان شاعر اور خطیب ہو دربارِ خلافت میں حاضر ہو، حضرت عمرؓ کا حکم پاتے ہی لوگ جوق در جوق دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوگئے اور مدینہ کے چاروں طرف فوجوں کا جنگل نظر آنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہ اکابر صحابہ کو فوج کے مختلف حصوں کا سردار مقرر کیا اور خود سپہ سالار بن کر مدینہ سے نکلے۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے صرار۔ وہاں پہنچ کر آپ نے قیام کیا اور اپنے جانے یا نہ جانے کے متعلق رائے لی۔ عام لوگوں کی خواہش تھی کہ حضرت عمرؓ خود تشریف لے چلیں مگر اہل الرائے صحابہ کو اس سے اختلاف تھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین لڑائی میں فتح بھی ہوسکتی ہے اور شکست بھی۔ آپ کے ہوتے اگر فوج کو شکست ہوگئی تو پھر اسلام کے اقتدار کا خاتمہ ہی سمجھئے۔'' حضرت عمرؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور سعد بن ابی وقاص کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اپنی جگہ فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور خود واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ (محاضرات خضری صفحہ 306) سعد بن ابی وقاص کو اس عظیم الشان اسلامی فوج کو لے کر ''زرود'' (یہ مقام کوفہ کے قریب واقع ہے) پہنچے اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق وہاں قیام کیا۔ یہاں انہیں خبر ملی کہ مثنیٰ جو مقام ذی قار میں ان کے انتظار میں مقیم تھے انتقال فرما گئے۔ مثنیٰ معرکہ مروحہ میں بری طرح زخمی ہوئے تھے۔ ان کے زخم روز بروز بگڑتے ہی گئے اور آخر کار راہی ملک بقا ہوئے۔ سعد بن وقاصؓ زرود سے چل کر شراف پہنچے اور قیام کیا۔ یہاں مثنیٰ کے بھائی معنی اپنی آٹھ ہزار فوج کے ساتھ ان سے آملے اور مثنیٰ نے انتقال سے پہلے لڑائی کے متعلق جو مشورے دیئے تھے وہ ان سے بیان کئے۔

یہیں سعدؓ کے پاس حضرت عمرؓ کا فرمان آیا، جس میں فوج کی ترتیب و تنظیم کے متعلق مفصل ہدایات درج تھیں۔ ان ہدایات کے مطابق پہلے سعدؓ نے تمام فوج کا شمار کرایا۔ کل فوج 30 ہزار تھی۔ پھر اسے میمنہ، میسرہ، قلب، ساقہ، طلیعہ اور مجرد پر تقسیم کیا اور ہر حصہ کے علیحدہ علیحدہ افسر مقرر کئے۔ اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کے امراء میں 70 (ستر) وہ صحابہ تھے۔ جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ 300 وہ تھے جو بیعت الرضوان میں موجود تھے اور 300 وہ جو فتح مکہ میں شامل تھے۔ سعدؓ بن وقاص ابھی شراف ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ کا دوسرا فرمان آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ'' قادسیہ میں جاکر پڑاؤ ڈالو اور اس طرح مورچے قائم کرو کہ سامنے عجم کی زمین ہو اور پشت پر عرب کے پہاڑ۔ تاکہ اگر فتح نصیب ہو تو آگے بڑھ سکو۔ اور اگر شکست ہوجائے تو پہاڑوں میں پناہ لے لو۔'' مثنیٰ نے بھی اپنی وصیت میں یہی مشورہ دیا تھا۔ سعدؓ شراف سے روانہ ہوکر قادسیہ پہنچے۔ قادسیہ کوفہ کے راستہ میں 39 میل پر واقع ایک سرسبز و شاداب مقام تھا۔ حضرت عمرؓ کے پاس سے برابر ہدایت کا سلسلہ جاری تھا۔ یہاں پہنچ کر پھر فرمان آیا کہ قادسیہ اور اس کے قرب و جوار کا مکمل نقشہ بنا کر بھیجو اور یہ بھی معلوم کر کے لکھو کہ ایرانیوں کی طرف سے کون سردار مقابلہ کے لئے مامور ہوا ہے اور اس نے کہاں قیام کیا ہے؟ سعدؓ نے قادسیہ کا مکمل نقشہ بنا کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا اور لکھ بھیجا کہ ایرانی سپہ سالار خود مقابلہ کے لئے آرہا ہے اور مدائن سے چلکر ساباط میں ٹھہر گیا ہے۔

دربارِ ایران میں اسلامی سفارت: دربارِ خلافت سے فرمان آیا کہ لڑائی سے پہلے کسریٰ کے دربار میں چند معزز و فہیم مسلمانوں کو سفیر بنا کر بھیجو اور اسلامی قاعدہ کے مطابق پہلے شرائط صلح پیش کرو۔ سعدؓ نے چودہ سرداران قبائل کو انتخاب کر کے مدائن میں شہنشاہِ ایران کے دربار میں بھیجا۔ شہنشاہِ ایران نے اسلامی سفارت کی آمد کی خبر سن کر اپنا دربار بڑی شان سے سجایا تھا۔ یہ سفیر یمنی چادریں کاندھوں پر ڈالے ہوئے، چمڑے کے موزے پاؤں میں پہنے ہوئے اور کوڑے ہاتھ میں لئے ہوئے اس بیباکانہ انداز سے دربار میں داخل ہوئے کہ درباری سہم گئے اور شہنشاہ ان کی جرأت پر حیران رہ گیا۔ غرض ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ یزدگرد نے پوچھا۔'' یہ بتاؤ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟'' نعمان بن مقرن جو رئیسِ وفد تھے آگے بڑھے اور حسب ذیل تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ:'' اے بادشاہ! کچھ عرصہ پہلے ہم وحشی تھے، ہم جاہل تھے، لیکن خدا نے ہم پر بڑا فضل فرمایا کہ ہماری ہدایت کے لئے ایک برگزیدہ رسول بھیجا۔ خدا کے اس مقدس رسول نے ہم کو راہِ حق دکھائی۔ اس نے نیکی کی طرف بلایا اور بدی سے بچایا اور وعدہ کیا کہ اگر ہم اس کی دعوت کو قبول کرلیں تو دنیا اور آخرت کی کامیابی ہمارے قدم چوم لے گی۔'' ہم نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا تو اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس دعوت کو ان قوموں تک پہنچائیں جو ہمارے پڑوس میں آباد ہیں اور انہیں بتائیں کہ یہی دعوت جسے اسلام کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام خوبیوں کی بنیاد ہے اور یہ حق کو حق اور باطل کو باطل کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ لہٰذا اے عمائد ایران ہم تمہیں اسی مقدس دین کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم یہ دعوت قبول کرتے ہو تو کیا کہنے ہم کو تم سے تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم کتاب اللہ تمہارے حوالے کردیں گے۔ وہی تمہاری رہنما ہوگی اور اس کے احکام کی پیروی تمہارا فرض ہوگا۔ لیکن اگر تمہیں اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار ہے تو پھر تمہیں جزیہ ادا کر کے ہمارے اقتدار کو قبول کرنا پڑے گا اور وعدہ کرنا ہوگا کہ تمہاری سلطنت میں ظلم نہ ہوگا اور بدکاری سر نہ اٹھائے گی اور اگر تمہیں یہ بھی منظور نہیں تو پھر تلوار تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔''

یزدگرد تعجب کے ساتھ یہ تقریر سنتا رہا اور جب تقریر ختم ہوئی تو ارکانِ وفد کو خطاب کر کے کہا:۔

''اے قوم عرب! ساری دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت اور بدحال کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ جب ہم ایک اونٹ ذبح کر کے تم فاقہ مستوں کی مہمانی کردیا کرتے تھے تو تم خوش ہوجاتے تھے اور تمہارا سارا شور و شر ٹھنڈا پڑ جاتا تھا اور تم کچھ ہاتھ پاؤں نکالتے تھے تو ہم سرحد کے سرداروں کو لکھ بھیجتے تھے وہ تمہیں ٹھیک کردیتے تھے۔ دیکھو میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ ملک گیری کے اس خبط کو اپنے دماغ سے نکال دو۔ ہاں اگر ضروریات زندگی نے تمہیں اس اقدام پر مجبور کیا ہے تو ہمیں بتاؤ۔ ہم تمہارے کھانے پینے کا بندوبست کردیں گے۔ تمہارے لئے لباس کا بھی انتظام کردیں گے اور کوئی ایسا بادشاہ تمہارے لئے مقرر کردیں گے جو تم سے نرم برتاؤ کرے گا۔''

یزدگرد کی تقریر کا جواب دینے کے لئے حضرت مغیر بن زرارہ آگے بڑھے، آپ نے فرمایا۔'' اے بادشاہ! بے شک ہم ایسے ہی بدبخت و بدحال تھے جیسا کہ تو نے بیان کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہم مردار جانور کھاتے تھے۔ اون اور چمڑا ہمارا لباس تھا اور زمین ہمارا بستر۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ جب ہم میں خدا کا وہ برگزیدہ رسول مبعوث ہوا جو حسب ونسب میں سب سے افضل تھا۔ شان و شوکت میں سب سے اعلیٰ تھا۔ اور اخلاقِ حسنہ میں بے نظیر، تو اس نے ہماری کایا پلٹ دی۔ اس کی معجزانہ تعلیم سے ہم ساری دنیا کے رہنما بن گئے اور آج یہ حالت ہے کہ تم جیسے مغرور بادشاہ بھی ہماری عظمت و شوکت سے تھراتے ہیں۔ اے بادشاہ! اب زیادہ حیل وحجت فضول ہے۔ یا تو اس برگزیدہ رسول کی دعوت کو قبول کرو اور اس سعادتِ کبریٰ کے آگے سر جھکا دو ورنہ جزیہ ادا کرنا منظور کرو۔ اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں تو پھر تلوار کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ بادشاہ مغیرہ کی اس تقریر سے بہت برہم ہوا اور جوش میں آکر کہا۔'' اگر سفراء کا قتل بین الاقوامی آداب کے خلاف نہ ہوتا تو تمہیں قتل کرادیتا۔ خیر جاؤ میں تمہارے مقابلہ کے لئے رستم کو بھیجتا ہوں، وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قادسیہ کی خندق میں دفن کردے گا۔ پھر اس نے مٹی کا ایک ٹوکرا منگوایا اور سفراء سے پوچھا۔ تم میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ عاصم بن عمر نے کہا میں، یزدگرد نے حکم دیا کہ یہ ٹوکرا اس شخص کے سر پر رکھ دیا جائے۔ عاصم اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے سعد بن وقاص کے پاس آئے اور کہا'' فتح مبارک ہو دشمن نے خود اپنی زمین ہمارے حوالے کردی۔'' رستم جو'' سباط'' میں چھاؤنی ڈالے پڑا تھا ایک لاکھ 20 ہزار کی جمعیت کے ساتھ آگے بڑھا اور قادسیہ پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ وہ مسلمانوں سے اس قدر مرعوب ہوچکا تھا کہ لڑنا نہیں چاہتا تھا مگر دربارِ ایران سے برابر لڑائی کے احکام آرہے تھے۔ پھر بھی وہ کئی مہینے ٹال مٹول سے کام لیتا رہا اور اس دوران میں فریقین کے سفراء ایک دوسرے کی فرودگاہ میں آتے رہے۔ آخری مرتبہ مغیرہ بن شعبہ سفیر بن کر رستم کی فرودگاہ میں گئے۔ رستم نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے بڑی سج دھج سے اپنا خیمہ سجایا۔ حریر و دیبا کے بیش قیمت فرش زمین پر بچھائے گئے اور زرنگار پردے دیواروں پر لٹکائے گئے۔ بیچ دربار میں ایک سونے کے تخت، پر جواہرات کا تاج سر پر رکھے، رستم بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ اِدھر اُدھر درباری سونے کے مرصع تاج اوڑھے اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق بیٹھے تھے۔ خدام اور پہرہ دار دورویہ پرے جمائے ادب کے ساتھ کھڑے تھے۔ مغیرہ گھوڑے سے اُتر کر سیدھے تخت کی طرف بڑھے اور بے باکانہ رستم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ مغیرہ کی اس جرأت پر تمام دربار حیران رہ گیا۔ پہرہ دار آگے بڑھے اور مغیرہ کو تخت سے اُتار دیا۔ مغیرہ نے کہا کہ:

'' اے سرداران ایران! ہم تو تم کو عقلمند سمجھتے تھے لیکن تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔ ہم مسلمان، بندوں کو خدا نہیں بناتے اور کمزور انسانوں پر طاقتور لوگوں کی آقائی کے قائل نہیں، ہمارا خیال تھا کہ تمہارے ہاں بھی یہی دستور ہوگا۔ بہتر یہ تھا کہ تم ہمیں پہلے ہی بتا دیتے کہ تمہارے ہاں کمزور طاقتور کی پوجا کرتے ہیں اور انہیں دیوتا بنا کر اُونچی جگہ بٹھاتے ہیں۔ انسانی مساوات کا اصول تمہیں تسلیم نہیں۔ اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہوجاتی تو میں ہرگز تمہارے دربار میں نہ آتا۔ خیر اب تو میں آ گیا لیکن تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ سلطنت قائم رہنے کے یہ ڈھنگ نہیں۔ زیردستوں کے بے قراری تمہارے اقتدار کی بساط اُلٹ دے گی۔''

مغیرہ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر دربار میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ نیچے کے طبقہ کے لوگوں نے کہا۔'' خدا کی قسم! اس عربی نے بات تو سچی کہی۔'' سردار بولے۔ اس شخص نے ہماری رعایا کو ہم سے بغاوت پر آمادہ کردیا ہے جو لوگ اس قوم کو حقیر سمجھتے ہیں وہ بڑے بیوقوف ہیں۔ (محاضرات صفحہ 314، ج6)

آغاز جنگ: اس گفتگو کے بعد پیام وسلام کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ محرم 14ھ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے صف آرا ہوئیں۔ ایرانی فوجیں بڑی شان سے 13 صفوں میں کھڑی تھیں۔ قلب، میمنہ اور میسرہ کے پیچھے ہاتھیوں کے پَرے جمائے گئے تھے۔ خبر رسانی کے لئے قادسیہ سے مدائن تک کچھ کچھ فاصلہ پر قاصد بٹھا دیئے گئے تھے۔ اس طرح دم دم کی خبریں دربارِ شاہی میں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسلامی فوجیں بھی جنگی ترتیب کے ساتھ کھڑی کی گئی تھیں۔ سعد بن وقاص عرق النسا کی شکایت کے سبب خود میدان میں نہ تھے۔ میدانِ جنگ کے قریب ایک قدیم محل تھا وہ اس کی چھت پر بیٹھے ہوئے ہدایات دے رہے تھے۔ خالد بن عرفطہ ان کی ہدایات کے مطابق فوج کی کمان کررہے تھے۔ اسلامی فوج کے پیچھے خندق تھی اور ایرانی فوج کے پیچھے نہر عتیق اور میدانِ جنگ درمیان میں تھا۔

یومِ ارماث: نماز ظہر سے فارغ ہوکر سپہ سالار افواجِ اسلامی سعد بن ابی وقاص نے تین تکبیریں کہیں۔ دونوں طرف سے نبرد آزما بہادر مبارزت کے لئے نکلے اور رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے دادِ شجاعت دینے لگے۔ چوتھی تکبیر پر قاعدہ کے مطابق عام جنگ شروع ہوگئی۔ بنی بجیلہ کا رسالہ ہاتھیوں کی زد میں آگیا۔ ان کے گھوڑے ہاتھیوں کی صورت دیکھ کر بدکنے لگے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کالی بلا سب سے بڑی مصیبت تھی۔ سعدؓ بن وقاص نے بنی اسد کو حکم دیا کہ بنی بجیلہ کی مدد کریں۔ بنی اسد برچھیاں لے کر ہاتھیوں پر پل پڑے۔ ایرانیوں نے بجیلہ کو چھوڑ کر بنی اسد پر سارا زور صرف کردیا۔ سعد بن وقاص نے بنی تمیم سے کہا کہ تم ہی ہاتھیوں کی کچھ تدبیر کرو۔ بنی تمیم نے اس قدر تیر برسائے کہ تمام فیل نشین زمین پر آرہے۔ لڑائی رات گئے تک جاری رہی۔ بنی اسد کے تقریباً پانچ سو جوان ہاتھیوں کے ریلے میں روندے گئے۔ اس کے بعد جنگ کا پانسا پلٹا، گھمسان کی جنگ ہوئی۔ رستم قتل ہوا، ایرانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی جس میں 30 ہزار ایرانی قتل ہوئے اور مسلمانوں کو فتح ملی۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

مولانا وصی سلیمان ندوی

مسلمانوں پر بحیثیت ایک مسلمان اور امت کے جو شرعی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان میں دعوت الی الاسلام کا کام بنیادی اہمیت کا حامل ہے، اس کام کے لئے اپنی توانائیاں صرف کرنا ایک طرح کا شرعی فریضہ ہے اور فقہائے اسلام نیز اہل افتاء کے نزدیک اس کی کم از کم حیثیت فرض کفایہ کی ہے۔ اسی طرح جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں ان کی ہمت افزائی، ان کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ، اور تالیف قلب بھی ملت اسلامیہ پر ضروری ہے، ایک نئے مسلمان کے لئے ایسا ماحول فراہم کرنا، جہاں وہ تحفظ کا احساس کر سکے، اور غیروں کے ظلم و ستم اور ان کی بری نگاہوں سے محفوظ رہ سکے، یہ کام بھی ہر مسلمان کی ذمہ داری میں شامل ہے، عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مطالعہ اور اسلام کی کشش کے باعث کسی کے پاس اسلام قبول کرنے کے لئے جاتا ہے تو یہ مسلمان، ملک کی انتہاء پسند ہندو تنظیموں کے خوف سے اور غیر مسلموں کی مخالفت اور عتاب کے اندیشہ سے اس میں پس و پیش کرنے لگتا ہے، اطلاعات یہاں تک ہیں کہ جس مذہب کے پرستاروں کی اولین ذمہ داری پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچانے کی ہے وہ صاف صاف یہ کہتے نہیں جھجکتے کہ میاں تم اسلام کیوں قبول کر رہے ہو؟ تمہارے مسائل کون حل کرے گا؟ تمہاری شادی بیاہ کا بندوبست کہاں سے ہوگا؟ اگر اسلام قبول کرنا ہی ہے تو جاؤ اور کوشش کر کے اپنی برادری کے دوسرے لوگوں کو اور کم از کم اپنے خاندان کے لوگوں کو اسلام کے لئے آمادہ کرو تا کہ ہم کو تمہارے مسائل میں الجھنا نہ پڑے، ہمارے درمیان اس طرح کے متعدد واقعات عموماً پیش آتے رہتے ہیں، جہاں نو مسلموں کے مسائل کے سلسلہ میں مسلمانوں کے اندر سرد مہری اور بے حسی کا احساس ہوتا ہے، نو مسلموں کے مسائل کے سلسلے میں ہمارے اندر اب تک بیداری پیدا نہیں ہو سکی ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات ایک نیا مسلمان زیادہ دنوں تک اس ماحول سے ہم آہنگ نہیں رہ پاتا، اسلامی نقطہ نظر سے ہر نو مسلم ہمارا اسی طرح سے بھائی ہے جس طرح ایک قدیمی بھائی سے ہمارے برادرانہ روابط ہوتے ہیں، اور ان کے مسائل کے سلسلے میں فکر مند ہونا ہم پر اسی طرح واجب ہے جس طرح ہمارے بھائیوں کے سلسلے میں، بلکہ ایک نو مسلم جو نیا نیا اپنا مذہب، اپنا گھر بار اور بسا اوقات اپنے اعزاء واحباب کو چھوڑ کر ایک نئی جماعت کے رابطہ میں آتا ہے، تو اسے قدم قدم پر اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، اس لئے اس کی دل جوئی اور اس کے ساتھ تعاون کرنے کی اور زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں، جب اسلام کی شدید مخالفتوں کے نرغہ میں قبول اسلام کے عالمی رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے، اور از خود اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد تیزی کے ساتھ اسلام میں داخل ہو رہی ہے، اور تقریباً روزانہ کے اخبارات میں دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ میں کسی اہم شخصیت کے قبول اسلام کا واقعہ کا ذکر آتا رہتا ہے، اور اسلام کے کٹر مخالفین اور اس کے خلاف سازشیں رچنے والے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں، اور ایک داعی امت ہونے کی حیثیت سے نہ صرف ساری دنیا کے انسانوں تک اسلام کا پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے، بلکہ ان کے مسائل حل کرنا اور انصار مدینہ کی طرح اپنے ان مہاجر بھائیوں کی ہمہ جہتی فکر کرنا بھی ہماری دینی، مذہبی اور اخلاقی ضرورت ہے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مختلف خارجی اور نفسیاتی اندیشوں کے باعث ہمارے اندر اب تک اس سلسلہ میں بیداری کی شدید کمی ہے، جس کے سبب بسا اوقات کسی نو مسلم کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے، اگر مسلمان اپنے اندر یہ احساس پیدا کر لیں کہ ان کی زندگی کا مقصد پوری انسانیت کو ابوجہل کے خیمہ سے نکال کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں شامل کرنا ہے، تو از خود اسلام میں آنے والوں کے سلسلہ میں خود بخود ذمہ داری کا احساس بڑھ جائے گا، اور نو مسلموں کی دشواریاں بڑی حد تک ختم کی جا سکیں گی۔ اس جانب تھوڑی سی توجہ بہت سے مسائل حل کر سکتی ہے۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۵/۱۱۳۰۹/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ)

روزی خاتون بنت محمد نظام الدین، مقام ہتھرا، ڈاکخانہ بلہا، ضلع دربھنگہ ---------- فریق اول

بنام

محمد انور انصاری ولد محمد تجمل انصاری مرحوم، مقام ہتھرا، ڈاکخانہ بلہا، ضلع دربھنگہ ---------- فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

اس معاملہ میں آپ کی بیوی فریق اول نے دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں آپ کے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور دیگر حقوق ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷/رجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۹/۲/۲۰۲۳ء روز جمعرات پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۴/۴۰۵۶/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر)

ریحان پروین بنت محمد عالم، مقام مانڈر، ڈاکخانہ مانڈر، ضلع کھگڑیا

حال مقام: گلال پور، ڈاکخانہ بانک، ضلع مونگیر ------ فریق اول

بنام

محمد رحمت ولد محمد اسرائیل، مقام مانڈر، ڈاکخانہ مانڈر، ضلع کھگڑیا --- فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی (فریق اول) نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق یکم فروری ۲۰۲۳ء بروز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۴۴/۶۱۸/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ، پورنیہ)

منظومہ خاتون بنت محمد جہانگیر، مقام کدوا، ڈاکخانہ مجگواں، ضلع پورنیہ --- فریق اول

بنام

محمد آزاد عالم ولد محمد تسلیم مرحوم، مقام کدوا، ڈاکخانہ مجگواں، ضلع پورنیہ --- فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ میں غائب ولا پتہ ہونے اور تمام حقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت مؤرخہ ۲۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲/جنوری ۲۰۲۳ء روز اتوار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۷/۵۲۸/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کٹک)

نجم النساء بنت نسیم الدین خان، ساکن نریندر پور، ڈاکخانہ گڈی جنگ، ضلع کٹک ---------- فریق اول

بنام

گترا خان ولد سروج خان، ساکن رسول پور، ڈاکخانہ رسول پور، ضلع بالیشور ---------- فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ پنشن لین، بخشی بازار، کٹک میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور دیگر جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت مؤرخہ ۲۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲/جنوری ۲۰۲۳ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۴۱/۱۶۶۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دار العلوم بسوریا، مغربی چمپارن)

رحمت جہاں بنت صابر علی، مقام وڈاکخانہ جھارمہوئی، ضلع مغربی چمپارن --- فریق اول

بنام

محمد فراز عالم ولد سراجل میاں، مقام سکٹا، ڈاکخانہ بسوریا، ضلع مغربی چمپارن -- فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ (فریق دوم) کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ دار العلوم بسوریا، ضلع مغربی چمپارن میں عرصہ دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر نکاح فسخ کئے جانے دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت مؤرخہ ۹/رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱/فروری ۲۰۲۳ء بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

محمد اظہار

ٹوئٹر نے ہندوستان میں 45 ہزار سے زائد اکاؤنٹس پر لگائی پابندی

ایلون مسک کے ذریعے چلائے جانے والے ٹوئیٹر نے 26 اکتوبر سے 25 نومبر کے درمیان بھارت میں بچوں کے جنسی استحصال اور فحش مواد کو فروغ دینے والے 45,589 اکاؤنٹس پر پابندی لگادی ہے۔اسی وقت، مائیکرو بلاگنگ پلیٹ فارم نے ملک میں اپنے پلیٹ فارم پر دہشت گردی کو فروغ دینے والے 3,035 اکاؤنٹس کو بھی بلاک کردیا۔مجموعی طور پر ٹویٹر نے رپورٹنگ کی مدت کے دوران ہندوستان میں 48,624 اکاؤنٹس پر پابندی عائد کی۔ان سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر پابندی لگانے کے پیچھے ٹویٹر کی کوشش کسی بھی قسم کی جعلی اور جذباتی پوسٹس کو پھیلنے سے روکنا ہے۔ نئے آئی ٹی رولز، 2021 کی تعمیل پر اپنی ماہانہ رپورٹ میں ٹوئٹر نے کہا کہ اسے ہندوستان میں صارفین کی جانب سے ایک ہی وقت میں 755 شکایات موصول ہوئیں اور 21 یوآر ایل پر کارروائی کی۔ان میں انفرادی صارفین کی جانب سے موصول ہونے والی شکایات کے ساتھ ساتھ عدالتی احکامات بھی شامل ہیں۔ ہندوستان سے زیادہ تر شکایات بدسلوکی/ ہراساں کرنے (681)، IP سے متعلق خلاف ورزیوں (35)،نفرت انگیز طرز عمل (20) اور رازداری کی خلاف ورزیوں (15) کے بارے میں تھیں۔(ایجنسی)

آزادیٔ اظہار خیال پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا کہ کسی شہری کے اظہار رائے کی آزادی کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی ہے۔جسٹس ایس اے نذیر، جسٹس بی آر گوئی، جسٹس اے بوپنا، جسٹس وی راما سبرامنیم اور جسٹس بی جسٹس وی ناگرتھنا کی آئینی بنچ نے اتر پردیش کے بلند شہر میں 2016 کے گینگ ریپ کیس میں اتر پردیش کے سابق وزیر، اعظم خان کے بیان سے متعلق کیس کی سماعت کے بعد کثرت رائے سے فیصلہ سنایا۔جسٹس ناگارتھنا نے کثرت رائے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے الگ فیصلہ سنایا۔جسٹس راما سبرامنیم نے کثرت رائے سے فیصلہ پڑھتے ہوئے کہا کہ آئین کے آرٹیکل 19(1)(اے) کے تحت اظہار رائے کی آزادی پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی جیسا کہ آرٹیکل 19(2) کے تحت درج ہے۔ یہ بھی کہا کہ بیان کے ذمہ دار وزیر خود ہیں۔کسی وزیر کے بیان کو حکومت سے بدتمیزی سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔جسٹس ناگارتھنا نے اپنے علیحدہ فیصلے میں کہا کہ نفرت انگیز تقریر مساوات اور بھائی چارے کی جڑ پر حملہ کرتی ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ نفرت انگیز تقریر کو روکنے اور شہریوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے بنیادی فرائض کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔جسٹس ناگرتھنا نے کہا کہ یہ سیاسی پارٹیوں کا کام ہے کہ وہ اپنے وزراء کی تقریروں کو کنٹرول کریں۔ایسا ضابطہ اخلاق بنا کر کیا جا سکتا ہے۔کوئی بھی شہری جو کسی عوامی کارکن کی طرف سے اس طرح کی تقاریر یا نفرت انگیز تقریر سے پریشانی محسوس کرتا ہے وہ اس کے لیے عدالت سے رجوع کرسکتا ہے۔(یو این آئی)

حادثوں کی تحقیقات کے لیے خصوصی یونٹ بنائیں: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے پورے ملک کے پولیس اسٹیشنوں میں ایک خصوصی یونٹ قائم کرنے کی ہدایت دی ہے تاکہ موٹر حادثوں کے معاملات کی تحقیقات اور اس سے متعلق دعووں کے تصفیہ کے لیے سہولیات فراہم کی جاسکیں۔جسٹس ایس اے۔نذیر اور جسٹس جے۔کے۔مہیشوری کی بنچ نے ریاستوں کو تین ماہ کے اندر پولیس اسٹیشنوں میں ایک خصوصی یونٹ قائم کرنے کی ہدایت دی اور کہا کہ کسی حادثے کی اطلاع ملنے پر متعلقہ اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) تین ماہ کے اندر کلیمز ٹریبونل میں حادثے کی اطلاع کی رپورٹ درج کرے۔ بنچ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ "ریاست کے محکمہ داخلہ کے سربراہ اور پولیس کے ڈائریکٹر جنرل موٹر سے متعلق دعووں کے معاملات کی تحقیقات اور سہولت فراہم کرنے کے لیے تمام تھانوں میں یا کم ازکم شہر کی سطح پر ایک خصوصی یونٹ تشکیل دیں گے۔عدالت عظمیٰ نے یہ بھی کہا کہ ایف آئی آر درج کرنے کے بعد متعلقہ تفتیشی افسر موٹر وہیکل ترمیمی رولز 2022 کے مطابق کام کرے اور 48 گھنٹوں کے اندر پہلے حادثے کی رپورٹ کلیمز ٹریبونل کو پیش کرے۔عدالت عظمیٰ کا حالیہ حکم الہ آباد ہائی کورٹ کے حکم کو چیلنج کرنے والی ایک عرضی پر آیا، جس نے موٹر ایکسیڈنٹ کلیمز ٹریبونل (ایم اے سی ٹی) کے حکم کے خلاف دائر اپیل کو خارج کردیا تھا۔عدالت عظمیٰ کے دو ججوں کے بنچ نے کہا کہ ''مقدمہ درج کرنے والا افسر متعلقہ گاڑی کے رجسٹریشن، ڈرائیونگ لائسنس، گاڑی کی فٹنس، پرمٹ اور دیگر معاون دستاویزات کی تصدیق کرے گا اور کلیمز ٹریبونل کے سامنے رپورٹ پیش کرے گا۔متعلقہ پولیس افسر تمام دستاویزات قواعد کے مطابق مقامی زبان میں یا انگریزی میں جمع کرائے جائیں گے۔دعویدار/ قانونی نمائندوں کی طرف سے دائر کی گئی پہلے دعویٰ کی درخواست کو برقرار رکھا جائے گا اور بعد میں دعوے کی درخواستوں کو منتقل کردیا جائے گا۔''(یو این آئی)

ایک مسلم نے خون دے کر ہندو بچہ کی جان بچائی

مدھیہ پردیش کے چھترپور ضلع میں خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ ایک مسلم شخص نے خون کی کمی سے پریشان 60 دن کے ہندو بچے کی جان بچائی۔انہوں نے خون کا عطیہ دیا۔36 سالہ رفعت خان نے جب خون دینے کی گزارش سنی تو خوشی کے ساتھ اسپتال پہنچ کر اپنا خون پیش کردیا۔حالانکہ جب فون آیا تو اس سے قبل وہ نماز کی تیاری کررہے تھے اور وضو کرکے گھر سے نکلنے ہی والے تھے کہ اسے وکاس گپتا نے فون کرکے بتایا کہ معصوم بچے کو اے پازیٹیو خون کی ضرورت ہے۔فوراً رفعت خان اسپتال پہونچ کر خون عطیہ کرکے بچہ کی جان بچائی۔(ایجنسی)

طب وصحت

نہار منہ پانی پینے کے فائدے

ایک خاتون کے چہرے پر کیل مہاسے، دانے اتنے تھے کہ محرم سے بیچاری پردہ کرنے پر مجبور تھی، ہر قسم کی قیمتی سے قیمتی کریمیں آزما چکی تھی، ادویات، اینٹی بایوٹیک استعمال کرچکی تھی، لیکن فائدہ نہ ہوا، کچھ عرصہ تو ایک دوا سے فائدہ ہوا پھر وہی طبیعت میں بے چینی اور پریشانی، ہارمونز اور ماہانہ ایام شروع سے ہی متاثر تھے، ادویات اتنی کھائیں کہ جتنا مریض کا وزن۔ڈاکٹر نے انہیں ترکیب بتائی کہ صبح اٹھ کر برش و مسواک سے پہلے آپ 4 گلاس بڑے تازہ پانی، ٹھنڈا بالکل نہ ہو، چھوٹے چھوٹے گھونٹ پییں، پھر چاہیں تو ڈیڑھ سے 2 گھنٹے کے بعد ناشتہ کر سکتے ہیں، پانی پینے کے بعد آپ برش مسواک کر سکتے ہیں، پھر دوپہر کے کھانے سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل یہ ترکیب کریں اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد کھانا کھائیں، جیب میں رقم ہو یا دوائی کی سہولت ہو تو پھر ایسے ٹوٹکوں کی قدر نہیں ہوتی، چونکہ خاتون ہر قسم کے علاج آزما چکی تھی اور مجبور تھی اس لئے ڈاکٹری کی بات کی قدر کی اور 40 دن کے بعد پھر ملاقات کیلئے گئیں۔ یقین جانیئے کہ 40 دن کے بعد خاتون نے جب اپنی بیماری کے حالات بتائے تو ڈاکٹر خود حیران ہوا کہ وہ کس طرح تندرست ہوئی۔

فوراً ایک مثال کی طرف توجہ گئی کہ اگر پودا سوکھ رہا ہو تو اسے کھاد نہیں دی جاتی، بلکہ جی بھر کر پانی دیا جاتا ہے،اسی طرح جب انسان بیمار ہو تو اسے ادویات نہیں، بلکہ جی بھر کر پانی دیا جاتا ہے، کتنے لوگ ایسے ملے جو اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ان کی جلد سیاہ ہورہی ہے، نہ کوئی روگ، لیکن چہرے سمیت تمام جلد سیاہ ہورہی ہے، انہیں نہار منہ پانی استعمال کرنے کا مشورہ دیا اور تاکید کی کہ گرمیوں میں بالکل تازہ پانی اور سردی میں ہلکا نیم گرم پانی استعمال کریں جس نے یہ عمل کیا اس کی جلد تروتازہ ہو گئی، گیس، تبخیر اور پرانے قبض کے اتنے مریض اس پانی کے علاج سے تندرست ہوئے کہ واقعات بیان سے باہر ہیں، یہاں تک کہ پرانے بواسیر کے مریض بھی پانی سے تندرست ہوئے۔

ایک صاحب کا پیٹ اتنا بڑھ گیا کہ محسوس ہوتا تھا شاید پھٹ جائے گا، کالا یرقان آخری حد تک تھا، انہیں بتایا گیا کہ 4 گلاس نہار منہ پھر 4 گلاس ناشتے کے 2 گھنٹے بعد پھر 4 گلاس اس کے 3 گھنٹے بعد اور پھر 4 گلاس دوپہر کے کھانے کے 2 گھنٹے بعد لیں، لیکن گھونٹ گھونٹ، پہلے تو گھبرائے لیکن آہستہ آہستہ اپنی طبیعت کو مائل کرکے استعمال کرنا شروع کردیا، خود حیران کہ جیسے گٹر ابل پڑا ہو اور صرف 2 ماہ میں مریض بھلا چنگا ہوگیا۔ایک صاحب کو دل کی تکلیف نہایت پرانی تھی، دل کی گولیاں روزانہ کھاتے، بائی پاس بھی کرالیا، لیکن دل کا مرض نہ گیا، انہیں پانی کا علاج بتایا کہ 4 گلاس صبح نہار منہ اور 4 گلاس دوپہر یا پھر ایک دوسرا طریقہ بھی بتایا جس میں زیادہ مقدار میں پانی استعمال ہوتا ہے، موصوف نے پہلا طریقہ استعمال کیا اور چند ماہ میں ایسے تندرست ہوئے کہ جو بھی ملاقاتی آتا اسے یہ ترکیب بتاتے، وہ صاحب کہنے لگے کہ سینکڑوں لوگوں کو میں اس علاج پر لگا چکا ہوں، کوئی بھی ایسا نہیں ملا کہ اس نے اس ترکیب پر بھرپور توجہ کی ہو اور اسے فائدہ نہ ہوا ہو۔

گیس، تبخیر اور بواسیر، قبض کا مارا ایک مریض آیا، موصوف بہت عرصہ شارجہ میں رہا، وہاں نامساعد حالات نے اسے کچھ رقم تو دے دی لیکن ہمیشہ کا مریض بنادیا، ایک نوالہ کھانا اس شخص کیلئے نہایت مشکل تھا، پہلے اس مریض کو خوب سمجھایا کہ آپ صرف پانی سے سو فیصد تندرست ہو سکتے ہیں، جو یورک ایسڈ، چربی، کولیسٹرول اور زہریلے مادے آپ ادویات سے عارضی طور پر اپنے جسم سے خارج کرتے ہیں، وہی غلط مواد آپ پانی سے خارج کریں، انہوں نے پانی کا استعمال شروع کیا، پہلے کچھ عرصہ ادویات نہ چھوڑنے کا مشورہ دیا، پھر آہستہ آہستہ ادویات چھوڑتے گئے اور تندرست ہوگئے، 3 ماہ کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو نہایت مطمئن تھے اور بتارہے تھے میں جس کمپنی میں کام کرتا تھا اس کمپنی کے اکثر لوگ میرے پاس آتے جاتے تھے لیکن کسی نہ کسی روگ میں مبتلا تھے، لیکن جس نے بھی اعتماد اور بھروسہ سے یہ ترکیب آزمائی وہ بھی حیران ہوا کہ ہم نے پانی کو تو سمجھا ہی کچھ نہ تھا۔

کیا آپ مانیں گے کہ کتنے لوگوں کی عینک اتر گئی' کتنے لوگوں کی جلد لاجواب اور تروتازہ ہوگئی، کتنے ایسے تھے جو اپنی آنکھوں کے گرد حلقوں سے بیزار تھے اور کتنے جو مثانے کی گرمی سے لاچار تھے، وہ جو اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے تھے، وہ خواتین جو لیکوریا، ہارمونز کی خرابی، جوڑوں اور کمر کے درد میں مبتلا تھیں، سب اس ترکیب سے ایسے تندرست ہوئے کہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہی پہلے مریض بھی تھے۔

پانی کے ذریعہ علاج: دردِسر، بلڈ پریشر، لقوہ، دمہ، کھانسی، جگر کے امراض، بلڈ کولیسٹرول، بلغم، آرتھرائٹس، مینن جائنٹس، استخاضہ، ٹی بی، بے ہوشی، مروڑ، تیزابیت، قبض، ذیابیطس، گیس ٹربل، آنکھ کے امراض، بچہ دانی کا کینسر، پیشاب کی بیماری، ناک و گلے کے امراض کا علاج پانی کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔

پانی پینے کا طریقہ: بغیر منہ دھوئے اور کلی کئے، نہار منہ چار بڑے گلاس پانی ایک ساتھ پی جائیں اب 45 منٹ تک کچھ بھی نہ کھائیں پییں، ہاں منجن، کلی وغیرہ میں حرج نہیں، یہ علاج شروع کرنے کے بعد کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد ہی پانی پییں اور سونے سے آدھا گھنٹہ قبل کچھ نہ کھائیں، اگر ابتدا میں دو گلاس نہیں پی سکتے تو ایک گلاس سے شروع کریں، آہستہ آہستہ بڑھا کر چار گلاس کردیں، مریض تندرست رہنے کیلئے یہ طریقہ علاج اپنائیں، اطباء کے بقول اس علاج سے مندرجہ ذیل امراض بتائی ہوئی مدت میں ٹھیک ہو سکتے ہیں۔قبض دو دن، گیس کے امراض دو دن، ہائی بلڈ پریشر ایک ماہ، ذیابیطس ایک ہفتہ، کینسر ایک ماہ، ٹی بی تین ماہ۔

نوٹ:۔چار گلاس بڑے پانی کے پی جانے سے کوئی نقصان Side Effect نہیں ہوتے، ہاں شکم سیری ہوجائے گی اور ان شاءاللہ پون گھنٹے کے بعد بھوک لگے گی، ابتدا میں تین روز ہوسکتا ہے، چند بار پیشاب جلدی آئے، اس کے بعد ان شاءاللہ حسب معمول آئے گا۔

Volume:63/73,Issue:02 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کبھی لہو سے بھی تاریخ لکھنی پڑتی ہے
ہر ایک معرکہ باتوں سے سر نہیں ہوتا (وسیم بریلوی)

سپریم کورٹ کا فیصلہ ہندوستانی آئین کے سیکولر پہلو کو فروغ دیتا ہے

پرویز عالم (اسکالر، لکھنؤ یونیورسٹی)

حالیہ برسوں میں نفرت انگیز تقریر ایک معمول بن گیا ہے اور اس کے بنانے والے آزادی اظہار اور اظہار رائے کی آزادی کے نام پر اسے جواز فراہم کرتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں، یہ اس کمیونٹی کے وجود کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی طرف اسے ہدایت کی جاتی ہے۔ نفرت انگیز تقاریر خاص طور پر کمیون کے لئے ذاتی، سیاسی اور سماجی نفرت کی وجہ ہوتی ہیں، جسے ریاستی وسائل بشمول دیگر کمیونٹیز کے وجود کے لئے خطرہ یا بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ نفرت انگیز تقاریر الیکٹرانک میڈیا چینلز پر نیوز ڈیبیٹ ایکو سسٹم کا حصہ بن چکی ہیں۔ یہ چینل جان بوجھ کر ہندو مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ میں پیش کرتے ہیں جس کا کوئی ممکنہ حل نظر نہیں آتا۔ تاہم، وہ بھول جاتے ہیں کہ آئین مساوات کے اصول کو برقرار رکھتا ہے اور ہر ایک کو بھائی چارے کو برقرار رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسان فطری طور پر خود کو بڑھاوا دینے والے ہوتے ہیں، زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی خواہش سے محرک ہوتے ہیں، ٹھوس اور غیر محسوس دونوں، غیر محسوس چیزیں فخر، طاقت، وقار اور پہچان ہیں اور جب یہ سیاست میں ایک محرک بن جاتی ہے تو سماجی طور پر کم نمائندگی والے گروہوں کے لئے چیزیں بدصورت ہوجاتی ہیں۔ نفرت انگیز تقاریر کو جنم دیتے ہوئے تاریخ کی دوبارہ تشریح کے ذریعے سیاسی دشمنوں کو جواز فراہم کرنے کے لیے ایک سیاسی گفتگو پیدا کی جاتی ہے۔ نفرت کی اس سیاست میں مذہب دوسرے کی گفتگو کو جواز فراہم کرنے کے لئے ایک متحرک ہتھیار بن جاتا ہے۔ مذہبی رہنما بھی اس منفی مہم کا حصہ بن کر تفرقہ انگیز بیانات دیتے ہیں اور پولرائزیشن کو تیز کرتے ہیں۔ تاہم نفرت انگیز تقاریر کا نوٹس نہیں لیا گیا، اگرچہ دیر سے لیکن بھارت کی سپریم کورٹ نے نفرت انگیز تقاریر کے خلاف درخواستوں پر غور کیا اور معاملے کی سنگینی کا نوٹس لیا۔

سپریم کورٹ نے نوٹ کیا کہ ''ہندوستان کا آئین ایک سیکولر قوم اور شہریوں کے درمیان بھائی چارے کا تصور پیش کرتا ہے، جو فرد کے وقار کو یقینی بناتا ہے۔'' بنچ بشمول کے ایم جوزف اور ہریشی کیش نے حال ہی میں دہلی، اتراکھنڈ اور اتر پردیش کی قومی راجدھانی علاقہ کی حکومتوں کو حکم دیا تھا۔ اپنے متعلقہ علاقوں میں ہونے والے نفرت انگیز تقاریر کے خلاف فوری کارروائی کرنے کے لئے، شکایت درج کیے جانے کا انتظار کیے بغیر درخواست دائر کرنے والے عبداللہ شاہین نے روشنی ڈالی کہ دہلی، اتر پردیش اور اتراکھنڈ میں پولس نے کچھ نہیں کیا۔ دسمبر اور جنوری میں مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز ریمارکس کے ساتھ ساتھ اس سال 9 اکتوبر کو دہلی میں مقیم بی جے پی کے قانون ساز پرویش رورما کی تقریر کا جواب۔ بنچ کے ذریعہ نفرت انگیز تقاریر کے ضابطے کے لئے ہدایات قائم کرنے کی عدالت سے درخواست کرنے والی کل گیارہ تحریری درخواستوں میں سدرشن نیوز ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام ''UPSC جہاد'' کے خلاف مقدمہ، دھرم سنسد کے اجلاسوں میں کیے گئے ریمارکس اور Covid کی وبا کو فرقہ وارانہ بنانے والی سوشل میڈیا پوسٹنگ پر قابو پانے کی اپیلیں شامل تھیں۔ سپریم کورٹ بنچ نے نیوز اسٹیشنوں پر بے قابو آپریشن نفرت انگیز تقاریر کے ساتھ عدالت کی شدید تشویش کا اظہار کیا، یہاں تک کہ یہ پوچھنے تک کہ ''ہماری قوم کہاں جارہی ہے!'' سپریم کورٹ نے نفرت انگیز تقاریر کے خلاف سخت ضابطوں کی ضرورت پر زور دیا۔

عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ایک اہم اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ ملک میں بڑھتے ہوئے پولرائزیشن اور نفرت کی رفتار کو روکنے کے لیے پیش کش کرے گا۔ واضح رہے کہ سیاست دانوں کی طرح صرف مفاد پرست لوگ ہی نفرت اور نیوز روموں کی سیاست سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مذہبی رہنما انہیں پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔ حکمراں کے دل میں یہ ارادہ ہے کہ قوم کو عدم استحکام کے خطرات سے بچایا جائے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے نے ایک بار پھر آئین میں ہندوستان کی اقلیتوں کے اعتماد کی تصدیق کی ہے جو کہ ملک کی بنیاد ہے۔ حالیہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے آنکھ کھولنے والا ہے جنہوں نے نفرت انگیز تقاریر کی بنیاد پر انتہا پسندی کو فروغ دیا۔ یہ تمام نفرت پھیلانے والوں کے لئے ایک سبق اور قوم سے محبت کرنے والوں کے لئے ایک تحریک بنے۔

سالِ نو ہمیں اپنا احتساب کرنے کی دعوت دیتا ہے

ڈاکٹر سعید اللہ ندوی

عیسوی سال کا آغاز جنوری ہوا یہ نیا سال ہمیں دینی اور دنیوی دونوں میدانوں میں اپنا محاسبہ کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ہماری زندگی کا جو ایک سال کم ہوگیا ہے اس میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ ہمیں عبادات، معاملات، اعمال، حلال وحرام، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے میدان میں اپنی زندگی کا محاسبہ کرکے دیکھنا چاہیے کہ ہم سے کہاں کہاں غلطیاں ہوئیں۔ اس لیے کہ انسان دوسروں کی نظروں سے تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو چھپا سکتا ہے، لیکن خود کی نظر سے نہیں بچ سکتا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا** (ترمذی، 4/ 247) تم اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ اپنی خود احتسابی اور جائزے کے بعد اس کے تجربات کی روشنی میں بہترین مستقبل کی تعمیر اور تشکیل کے منصوبے میں منہمک ہونا ہوگا کہ کیا ہماری کمزوریاں رہی ہیں اور ان کو کس طرح سے دور کیا جاسکتا ہے؟ انسان غلطی کا پتلا ہے، اس سے غلطیاں تو ہوں گی ہی، کسی غلطی کا ارتکاب تو برا ہے ہی، اس سے بھی زیادہ برا یہ ہے کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور اسی کا مسلسل مرتکب رہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر نیا سال ایک باشعور انسان کو بے چین کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو اس بات کا اب احساس ہوتا ہے کہ میری عمر رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے اور برف کی طرح پگھل رہی ہے۔ وہ کس بات پر خوشی منائے؟ بلکہ اس سے پہلے کہ زندگی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہوجائے کچھ کر لینے کی تمنا اس کو بے قرار کر دیتی ہے، اس کے پاس وقت کم اور کام زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے لئے نیا سال وقتی لذت یا خوشی کا وقت نہیں، بلکہ گزرتے ہوئے وقت کی قدر کرتے ہوئے آنے والے لمحات زندگی کا صحیح استعمال کرنے کے عزم اور ارادے کا موقع ہے اور از سر نو عزائم کو بلند کرنے اور حوصلوں کو پروان چڑھانے کا پیغام ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایک اہم امر کی طرف بھی متوجہ کریں کہ ہمارا نیا سال جنوری سے نہیں۔ بلکہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔ ہمیں ہجری سن دوسرے مروجہ سنین سے بہت سی باتوں میں منفرد نظر آتا ہے ہجری سال کی ابتدا چاند سے کی گئی اور اسلامی مہینوں کا تعلق چاند سے جوڑا گیا تاکہ چاند کو دیکھ کر ہر علاقے کے لوگ خواہ پہاڑوں میں رہتے ہوں یا جنگلوں میں، شہروں میں بستے ہوں یا دیہاتوں میں۔

سوال یہ ہے کہ ہماری زندگی سے ایک سال کی اور کمی ہوجائے گی اور ہم موت سے مزید قریب ہوجائیں گے پھر یہ جشن کیسا؟ یہ خوشی کیسی؟ ہمیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم پٹاخے داغ کر دوسروں کو کس قدر نقصان پہنچاتے ہیں، بوڑھے اور دائمی مریضوں کے سکون کو کس طرح غارت کرتے ہیں، ساتھ ہی فضائی آلودگی میں اضافہ کرکے ماحول کو پراگندہ اور تعفن زدہ کرتے ہیں، جس سے نہ جانے کتنی قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نئے سال کے نام پر یہ بیہودہ حرکتیں ہم انگریزوں کی اندھی تقلید میں کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ملک کے عوام کو برسوں تک غلامی کی زندگی جینے پر مجبور کیا اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے اور یہاں سے جاتے جاتے اپنی تہذیب کا کچھ نہ کچھ اثر ہم پر ضرور مسلط کر گئے، جس کے گرداب میں آج اکثر مسلمان پھنسے ہوئے ہیں اور اس کا مشاہدہ ہم بارہا کرتے رہتے ہیں۔ سیاسی طور پر اگرچہ ہم ان کی غلامی سے آزاد ہوچکے ہیں مگر ذہنی وفکری طور پر آج بھی ان کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

ہماری تہذیب وثقافت اور مختلف عبادتوں کے اوقات ہجری سال سے وابستہ ہیں۔ جس کو حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورے کے بعد رجسٹر حسابات میں مصری قبطیوں کے طرز کو قبول کیا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سال سے شروع کرنے کی بعض صحابہ کرام کی تجویز پر عمل کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے شروع کی تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ مذہب اسلام شخصیات سے زیادہ ان کی قربانیوں کی قدر کرتا ہے اور اسلام میں اعمال وکردار ہی معیار ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غیروں کی مشابہت سے بچائے اور اسلام کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-09/01/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqeeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے